تذکرہ استاذ الاساتذہ

ممتازالعلماء استاذالاساتذہ شاگرد حضرت ملک العلما فاضل بہار و مرید سعید حضور محدث اعظم ہند علیہم الرحمہ، حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کے احوال پر مبنی مختصر کتاب

محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تذکرہ استاذ الاساتذہ

ممتاز العلماء استاذ الاساتذہ شاگرد حضرت ملک العلما فاضل بہار و مرید سعید حضور محدث اعظم ہند علیہم الرحمہ، حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کے احوال پر مبنی مختصر کتاب

محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری

SABIIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نـــــــــــــــــام:

تذکرہ استاذ الاساتذہ

از قـــــلـــــم:

محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری

سَنہ اشـــــاعت:

شوال ۱۴۴۴ھ

MAY 2023

صـــفحات:

105

OUR DESIGNING PARTNER

PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 5
تقریظ جلیل: علامہ مولانا مفتی محمد لطیف الرحمن رضوی 7
تقریظ جلیل: علامہ مولانا حافظ و قاری محمد غلام یٰسین رضوی مصباحی 10
حرف چند 13
ہریش چندر پور کی مختصر تاریخ 17
دہلی: 17
مالدہ ضلع 18
ہریش چندر پور 18
جغرافیہ 19
رقبہ 19
پنچائت سمیتی 20
آبادی 20
ہریشچندر پور کے بڑے گاؤں 20
اقوال زریں 21
استاذالاساتذہ پر ایک نظر 21

خاندانی پس منظر 22
تاریخ پیدائش 24
شخصیت کی تصویر 24
تعلیم وتربیت 24
چند رفقائے درس 27
میدان عمل میں 27
دوسرا: علاقہ میں تعلیمی مشن کو آگے بڑھانا 28
علمی شہرت کی دھوم 30
طریقہ تعلیم 33
انداز تربیت 34
گاؤں والوں کی رہنمائی 36
رضوی واشرفی کے جھگڑے سے دوری 37
بدعتیوں سے تنفر 38
میدان مناظرہ کا ببر شیر 39
عشق نبوی کی ایک جھلک 41
اخلاق وعادات 42

تقویٰ و پرہیزگاری 43
اہل اللہ سے انسیت 45
استاذ الاساتذہ ایک ولی اللہ تھے 46
ولی را ولی می شناشد 52
تدریسی خدمات و کارنامے 53
استاذ الاساتذہ حقیر کے گاؤں میں 55
شادی خانہ آبادی 55
اثمار حیات 56
معصوم رضا مرحوم 56
تصنیفات و تالفات 58
آخری آرامگاہ 59
بعد وفات 60
شاگردان باصفا 60
ملفوظات 63
{1} شیر بیشہ اہل سنت: 63
حضرت شیخ سراج الدین اخی 64

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کاذکر 64

علامہ عبدالرحمن جامی قدس سرہ 65

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ 67

ولایت کی نظر 67

آئینہ تاثرات علماء ومشائخ کرام 68

تاثرات 70

تاثرات 71

تاثرات 73

تاثرات 77

تاثرات 80

تاثرات 85

تاثرات 87

تاثرات 89

ایک نظر ادھر بھی 90

ہماری اردو کتابیں: 92

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

تقریظ جلیل: علامہ مولانا مفتی محمد لطیف الرحمن رضوی

از قلم فیض رقم: عالم علوم مشرقیہ، فاضل اجل اسلامیہ، رہبر راہ شریعت، واقف اسرار راہ سلوک طریقت، مخزن علوم و حکمت، صوفی باصفا

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد لطیف الرحمن رضوی دامت برکاتہم الاقدس

اپنے اکابر واسلاف اور اہل علم و فضل کا ذکر خیر اور ان کی خدمات کا تعارف و تذکرہ کرتے رہنا ہر عہد و عصر کی تاریخ رہی ہے، جسے کوئی بھی باشعور اور بیدار مغز انسان نہ کبھی انکار کر سکتا ہے ____ اور نہ کبھی صرف نظر کر کے اپنی زندہ ضمیری کو معرض خطر میں لاسکتا ہے ____ خود قرآن مقدس میں انبیاء کرام اور بنی اسرائیل کے افراد کا تذکرہ جس انداز میں ہوا ہے، وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے ____ پھر یہ تذکرے صرف تذکرے نہیں بلکہ تعمیر شخصیت کے مجسم نقوش ہیں، جس میں بنی نوع انسان کی بہبودی کے راز مضمر ہیں، اس لئے کہا گیا ہے۔

ع ضبط کن تاریخ را پایندہ شو

اور جو قومیں اور جماعتیں اپنے اسلاف و اکابر اور ارباب فضل و کمال سے غافل ہو جاتی ہیں ____ وہ عموماً زوال و انحطات کا شکار ہو کر پسماندگی اور گمنامی کے پردے میں چلی جاتی ہیں ____ اور دوسروں کے لئے ان کا وجود و عدم برابر ہو جاتا ہے

______ اور اس فلسفہ عروج وزوال کاذکرکسی شاعرنے اپنے اس شعر کے ذریعے کیاہے۔

اپنے اسلاف کوجوقوم بھلادیتی ہے
خودکووہ صفحہ ہستی سے مٹادیتی ہے

عرصہ درازسے دل میں ایک تڑپ ہے کہ علاقائی حالات پرمشتمل گزرے حالات وواقعات کوصفحہ قرطاس پر محفوظ کرتا رہوں ،مگر تادم تحریرچند مخصوص کے سوانہ کرسکا،______ وجہ یہ ہے کہ فراغت کے بعد ہی سے خانگی معاملات کاشکار،درس وتدریس اور افتاء میں انہماک ______پھروہابیوں، دیوبندیوں کے مکروفریب سے علاقائی سنیت کی حفاظت وصیانت میں عمرکاایک طویل عرصہ نذرہوجانا،جومیرے وابستگان سے مخفی نہیں ______اورتقریبًایہی حال میرے رفقاءکے ساتھ بھی رہا۔

مگرائے کاش !۔ان اہم امور کے ساتھ ساتھ وقتًا فوقتًا علاقائی حالات بھی جمع کرکے شائع کرنے کی مہلت بھی ملتی رہتی توآج ہمارے علماءاپنی اپنی جگہ دوررس فہم وفراست اور دوربین نگاہوں سے مسلک اعلی حضرت کاپاسبان ہیں،حافظ صاحب (مؤلف تذکرہ)کے شکوے سے محفوظ رہتے۔

صاحب تذکرہ فضیلۃ العلم حضرت علامہ مولانامحمدمزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ سے مجھ ناچیزکوبارہاملاقات کاشرف حاصل رہاہے ______مصافحہ میں، میں ان

کا ہاتھ چومتا تو وہ بھی جبراً میرا ہاتھ چوم لیتے ____ علماء نواز تھے، اور اپنے دیار میں ایک ہر دل عزیز قائد اور محبوب و مقبول رہبر و رہنما تھے ______ جو مرجع کی حیثیت رکھتے تھے، نہایت سادگی پسند اور تواضع وانکساری کے پیکر جمیل تھے، گفتگو میں جاذبیت تھی۔ تقویٰ و پرہیزگاری اور اخلاص و تواضع میں اپنی مثال آپ تھے __ ہر کوئی آپ کو نہایت احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، عالمانہ رعب و دبدبہ مثالی پائی جاتی تھی، تکمیل تعلیم کے بعد اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تدریس کے ساتھ امامت و خطابت میں صرف فرمائی، طلبا کی ایک لمبی فہرست ہے۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان کی سوانح حیات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کرنا یہ ہمارے قابل احترام جناب حافظ و قاری محمد ساجد رضا قادری رضوی صاحب کی انتھک محنت اور جہد مسلسل کا کامیاب نتیجہ ہے ______ میں نے جستہ جستہ جو کچھ دیکھا اس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہوا کہ اس تذکرہ کی تالیف میں کافی محنت و عرق ریزی پیش کی گئی ہے ______ جس کا اندازہ اہل علم و فن کر سکتے ہیں، میں اس کتاب کی ترتیب پہ صاحب مؤلف کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کے عزائم کو بلند رکھے۔ جزاہ اللہ خیر الجزا۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والسلام

محمد لطیف الرحمن رضوی، پرمانک ٹولہ آباد پور

3 صفر المظفر 1442ھ   20/ستمبر 2020ء اتوار

تقریظ جلیل: علامہ مولانا حافظ و قاری محمد غلام یٰسین رضوی مصباحی

حافظ شہیر استاذ الحفاظ والقراء استاذی الکریم حضرت

علامہ مولانا حافظ و قاری محمد غلام یٰسین رضوی مصباحی

دام ظلھم الاقدس (خلیفۂ حضور مفتی مہاراشٹرا حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منزل دشوار ہیں پختہ ارادہ چاہئے
حسن یوسف کے لئے عشق زلیخا چاہئے
ہم تو سورج بھی پھرادیں حوصلوں کی اذاں سے
وہ اور ہوں گے جنہیں راہوں میں سہارا چاہئے

ساری تعریفیں وحدہ لاشرک لہ کے لئے جو سارے عالمین کا رب ہے، سب کو اس نے پیدا کیا، زندگی و موت اس کے دست قدرت میں ہے، جس کو جو چاہے وہ عطا فرمائے، اور جس سے چاہے عطا کردہ کو چھین لے، عزت وذلت اسی کے قبضہ واختیار میں ہے، اور وہ جو چاہے کرے، وہ توفعال لما یرید ہے، اس کا ذکر دلوں کو سکون اور دماغوں کو قرار عطا فرماتا ہے، اس کی شان لم یلد ولم یولد ہے، کما حقہ اس کی توصیف زبان وقلم سے قاصر ہے۔

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک دردر کی
کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمری
وہ شاہوں کو گداکردے گداکو بادشاہ کرد
اشارہ اس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

بے شمار اور لاتعداد کروڑوں درودوسلام اور اللہ رب العزت کی رحمتیں نازل ہوں اس،،نور علی نور،،شافع یوم النشور حضور پر نور ﷺ پر کہ کائنات میں جس کو جو کچھ دیا ،سب انہیں کے تصدق و توسل سے دیا،اور مخلوق پر دینی ہر نعمت و دنیاوی ہر احسان کو ان کی نچھاور بنادیا،جن کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے،جو کروڑوں اربوں عاشقوں کے دلوں میں ہمیشہ رہتے ہیں،اور اتنا پیارا نام جو رب العزت کو بھی پسند اور محبوب ہے،ان پر ہمہ وقت درودوسلام پڑھنا اللہ کی خوشنودی،رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

اور رحمتیں،برکتیں ان کی آل واصحاب پر جس کے متعلق سرکاردوعام ﷺ نے فرمایا،،اصحابي کنجوم بایھم اقتدئتم اھتدئتم،،اور ان کی محبت خود رسول کی محبت قرار پائی،پھر ان کے بعد علماء صالحین اولیاء کاملین جو لوگوں کو رشدوہدایت کی طرف ہمیشہ دعوت دیتے ہیں،نسلاً بعد نسلِ قرناًبعد قرنِ یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری اور ساری رہنے والا ہے،جن کے بارے میں سرکار خود فرماتے ہیں،،العلماء ورثۃ الانبیاء،،انہیں علماء ذوی الاحترام جو تبلیغ و ترویج مسلک اعلیٰ حضرت اور دین متین کی

خدمت کے لئے اپنی جان کی آخری سانسیں بھی فناء کردی، انہیں کچھ علماء کرام کی سوانح اور خدمات پر اپنی رشحات قلم سے ان کی زندگی کے کچھ اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کے لئے اور ان کی یادوں کو باقی رکھنے کے لئے عزیزی مکرم حافظ و قاری محمد ساجد رضا قادری سلمہ جگناتھ پوری نے عرق ریزی اور بہت ہی محتاط طریقے سے (حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی زندگی) کے اہم گوشوں کو قلم بند کیا ، مولا تعالیٰ ان کی کدو کاوش کو قبول فرماکر عوام و خواص کے لئے بہترین سرمایہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

از: محمد غلام یٰسین رضوی

صدر المدرسین

دار العلوم اہل سنت رضائے مصطفیٰ بودھن ضلع نظام آباد (تلنگانہ)

مرقوم: 12 جمادی الاول 1442ھ

مطابق 28/12/2020ء

حرف چند

ریاست مغربی بنگال میں ضلع مالدہ کے سرحدی تھانہ ہرشچندر پور کا علاقہ مردم خیز بھی ہے اور آدم خور بھی، نہ جانے اب تک کتنے علما و مشائخ عالم وجود میں آئے، اوراپنی بے لوث دینی وملی خدمات وکارنامے انجام دیکر چلے گئے، لیکن اس آدم خور خطہ نے کسی کو نہیں بخشا، جگہ جگہ مزارات اولیا کے آثار ونشانات بے گور وکفن کھنڈرروں کی صورت میں اپنی جاہ وسطوت کا اعلامیہ دے رہی ہے، اور بزبان حال کہہ رہی ہے.

کبھی تھانام ونشاں ہمارا

اور کہیں پر صرف نام کے ساتھ اپنے بزرگوں کے مدفن کو بیچ کھانے والے بے علم وفن لوگوں کی شکم پروری کا سامان تجارت بنے ہوئے ہیں، اس بے مروت قوم نے اتنے ہی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ فرضی قبریں بناکر تجارت شروع کردیں ہیں ،اس قومی زبوحالی، اور فکری پسماندگی کو دیکھ کر وہ کونسا دردمند دل ہے، جو نہ دھڑکے ، وہ کونسی آنکھ ہیں جو خون کے آنسو نہ روئے، شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم بھی اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے، ان کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ ؎

جس کو آتی نہیں کوئی فن وہ تم ہو

پیچ کھاتے ہو بزرگوں کا مدفن وہ تم ہو

ہمارے بعض علما کو یہ مرض لاحق ہے کہ خود تو کچھ کرتے نہیں، ہم مشرب وہم خیال لوگ اگر کرنا چاہیں تو ان کی ٹانگ پکڑ کر کھینچتے ہیں، اور دوسرے مسلک ومشرب والے اپنا کام کرتے ہیں تو ان پر اعتراضات کی جھما جھم برسات شروع کردی جاتی ہے، کہ اس نے ایسا لکھا، ویسا لکھا، ان کے ردوطرد میں صفحات کے صفحات سیاہ کردیں گے، مگر مجال ہے کہ خود اپنی تاریخ لکھنے کا خیال بھی دل ودماغ میں لائے۔ ارے بھائی ہم کیوں یہ بھول جاتے ہیں، کہ قلم جن کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اسی کے دل کی بات نوک قلم قرطاس ابیض کو سیاہ کرتا ہے، قلم چلانے والے کے تابع ہیں، جس کے ہاتھ میں قلم ہو وہ جو چاہے لکھے، مرضی کا مالک ہے۔ کاش کہ وہی انرجی اور محنت ہم خود اپنی تاریخ لکھنے میں صرف کرتے، جس انرجی اور محنت کا اپیوگ واستعمال اعتراضات، اوراعتراضات برائے اعتراضات، تنقید برائے تنقید کرکے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ کاش ہمارے علما دوسروں پر نظر کرنے کی بجائے خود اپنی ذات کو جھانک کر دیکھ لیں، اور اپنے حصے کا کام خود کریں۔ تو سارے گلے شکوے از خود دور ہوجائیں گے۔

خیر بات بہت دور نکل آئی، عرض کررہا تھا کہ یہ خطہ مردم خیزی کے ساتھ ساتھ مردم خوری کی صفات سے بھی متّصف ہیں، اس نے کسی کو بھی نہیں بخشا، اگر اب بھی

ہم نہ سنبھلیں، اور اپنے پیش روؤں کی خدمات کے نقوش محفوظ و مامون نہیں کریں گے تو مرورایام ہمیں بھی معاف نہیں کرے گا، ممکن ہے ہماری آئندہ نسلیں ہمیں ایصال ثواب سے بھی محروم کردیں۔

زمانہ کی ناانصافی، یا مردم کش زمین کی تاثیر کا حوالہ دیکر یا کسی پر اپنی غلطی کا بوجھ لاد کر عہدہ برآنہیں ہوسکتے، پس حقیقت یہی ہے کہ اہل علم و دانش کی انجماد تخیل، اور اسلاف کی قدر ناشناسی کا معمول واحد ذمہ دار ہے، جس نے بڑی بڑی ہستیوں کو بھی پردہ عدم میں روپوش کرادیا، اور ڈکار بھی نہیں لئے۔

لیکن اب ایسا نہیں ہونا چاہئے، ہر اہل علم کو بیدار ہونا ہوگا، کوہ کنی کر کے ملت کے ہیرے جواہرات، موتی اور مونگے سے قیمتی اثاثہ جات علماء و مشائخ کی شخصیات کو زندہ و تابندہ رکھنے کیلئے کمر کس لیجئے، اللہ کے بھروسے میدان میں اترجائے، ان شااللہ کامیابی ضرور قدم چومے گی۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہوسکے، اپنے اپنے علاقائی قدیم وجدید علماو مشائخ کے حال واحوال، آثار ونشانات، دینی وملی، ادبی وسیاسی اور معاشرتی خدمات و کارنامے کو اجاگر کریں۔

لہذا اسی سلسلے کی پہلی کڑی کے طور پر ہریش چندر پور کے علما میں سے ممتاز العلماء استاذالاساتذہ شاگرد حضرت ملک العلما فاضل بہار و مرید سعید حضور محدث اعظم ہند علیہم الرحمہ، حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کے احوال پر مبنی

مختصر کتاب مستطاب بنام ،،تذکرہ استاذالاساتذہ ،،پیش خدمت کی جارہی ہے،اور اخیر میں استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے ان شاگردوں کا نام لئے بغیر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی امداد واعانت سے یہ چند صفحات وجود میں آئے،اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے،اور اس حقیر کاوش کو قبول عامہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ نبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم:علمائے اہل سنت

محمد ساجد رضا قادری رضوی

ہریش چندرپور کی مختصر تاریخ

(دارالسلطنت گوڑوپنڈوہ)

گوڑوپنڈوہ:قدیم زمانے میں بنگال کی دارالحکومت کاصدرمقام تھاجسے،، پندروردھن ،،کے نام سے جانا جاتا ہے، جوگپتا سلطنت کی مشرقی حدود پر واقع ہے، سین خاندان کے اقتدار کے دوران، 11ویں12ویں صدی میں گوڑکودوبارہ تعمیر کیاگیااور لکشمناوتی (بعدمیں لکھنوتی) کے طور پرتوسیع دی گئی، اور یہ سین سلطنت کا مرکزبن گیا۔ گوڑکو محمد بن بختیار خلجی نے 1205 میں فتح کیا تھا۔ ترک، افغان دور میں لکھنوتی یا گوڑ شہر ابتدائی طور پر ان کا دارالحکومت کے طور پر کام کرتا رہا، لیکن بڑی الجھنوں کی وجہ سے الیاس شاہی سلطانوں نے 1342 ء میں پنڈوہ کو صدرمقام بنادیا، گوڑ گنگا دریا کے کنارے پر تھا، اب پنڈوہ مہانندہ کے کنارے پر تھا، جو اس وقت سلطانیوں کا سب سے بڑا آبی گزرگاہ تھا، تاہم جب مہانندہ نے بھی 15 ویں صدی کے وسط میں پنڈوہ کے مقام سے ہٹنا شروع کیا توحسین شاہی سلطانوں کے ذریعہ گوڑکودوبارہ تعمیراور دارالحکومت کادرجہ دے دیا گیا۔

دہلی:

مغلوں نے 1576 میں گوڑ کے قدیم علاقے کو الحاق کرلیا اور بنگال کا دیوانی

تشکیل دیا، علاقائی طاقت کا مرکز گنگا کے پار راج محل میں منتقل ہو گیا، آزاد سلطانی کے انتقال کے بعد گوڑ یا مالدہ خطے کی علاقائی اہمیت ناقابل تلافی طور پر کم ہو گئی اور بالا آخر گوڑ شہر تاراج گیا۔(ڈسٹرکٹ ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ، مالدہ صفحات 3-4: پبلشر= محکمہ منصوبہ بندی، شماریات اور پروگرام مانیٹرنگ، حکومت مغربی بنگال)

مالدہ ضلع

انگریزوں کی آمد کے ساتھ ان کے تجارتی اور تجارتی مفادات مالدہ اور انگریز بازار کے نئے شہروں پر مرکوز رہے، مالدہ ضلع 1813 میں "پورنیہ، دیناج پور اور راجشاہی اضلاع کے بیرونی علاقوں کے کچھ حصے کے ساتھ تشکیل دیا گیا تھا۔ 1832 میں ایک علیحدہ خزانہ قائم کیا گیا تھا اور 1859 میں ایک مکمل مجسٹریٹ اور کلکٹر تعینات تھا۔ مالدہ ضلع 1876 تک راج شاہی ڈویژن کا حصہ تھا، جب اسے بھاگل پور ڈویژن میں منتقل کیا گیا تھا، اور پھر 1905 میں اسے راج شاہی ڈویژن میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ 1947 میں بنگال کی تقسیم کے ساتھ ہی، ریڈکلف لائن نے نواب گنج سب ڈویژن کو چھوڑ کر جو مشرقی پاکستان میں رکھا گیا تھا، سوائے بھارت میں مالدہ ضلع رکھ دیا۔

ہریش چندر پور

ہریش چندر پور سی ڈی بلاک جو ضلع کے شمال مغربی کونے پر واقع ہے، ٹال کا ایک حصہ ہے، جو ضلع کے تین فزیوگرافک ذیلی علاقوں میں سے ایک ہے، یہ دریائے مہانندہ

کے مغرب اور دریائے کلنندری کے شمال میں واقع ہے، ٹال کا علاقہ آہستہ آہستہ جنوب مغرب کی طرف ڈھل جاتا ہے اور دیار کے ذیلی خطے میں مل جاتا ہے__ یہ ان گنت دلدل، بل اور آکسبو جھیلوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ بارشوں کے دوران یہ ذیلی علاقہ بڑی حد تک زیرآب رہتا ہے اور خشک موسم کے دوران اس کے بڑے حصے کیچڑ کے کنارے تبدیل ہوجاتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ اتنے اچھے دلدل بھی بکھر جاتے ہیں، شاید ہی کسی تدریج کے ساتھ اس علاقے میں دریار ینگتے ہیں۔ دریائے بارام سے اسی ڈی بلاک کی مشرقی حدود چاپنچل سی ڈی بلاک کے ساتھ بہتا ہے۔

جغرافیہ

ہریشچندر پور سی ڈی بلاک شمال میں بہار کے ضلع کٹیہار کے اعظم نگر سی ڈی بلاک، مشرق میں چاپنچل سی ڈی بلاک، جنوب اور مغرب میں ہریش چندر پور سی ڈی بلاک سے ملحق ہے۔

رقبہ

ہریش چندر پور سی ڈی بلاک کا رقبہ 171.40 کلومیٹر2 ہے،اس میں 1 پنچایت سمیتی، 7 گرام پنچایتیں، 121 گرام سنساد (گاؤں کی کونسلیں)، 105 موضع اور 104 آباد دیہات ہیں۔ ہریش چندر پور پولیس اسٹیشن اس بلاک میں کام کرتا ہے،اس سی ڈی بلاک کا صدر مقام ہریشچندر پور میں ہے۔

پنچائت سمیتی

ہریش چندر پور بلاک /پنچایت سمیتی کی گرام پنچایتیں یہ ہیں: کشیدہ، بورئی، رشید آباد ،تلی دہٹا، بھنگول، مہندر پور اور ہریش چندر پور۔

آبادی

ہندوستان کی 2011 کی مردم شماری کے مطابق، ہریشچندر پور I سی ڈی بلاک کی مجموعی آبادی 199،493 تھی، یہ تمام دیہی ہیں۔ یہاں 103،183 (52÷) مرد اور 96،310 (48÷) خواتین تھیں۔ 6 سال سے کم عمر آبادی 30،662 تھی۔ شیڈول ذاتوں کی تعداد 49،069 (24.60÷) اور شیڈیول قبیلوں کی تعداد 4،142 (2.08÷) ہے۔

ہریشچندر پور کے بڑے گاؤں

ہریش چندر پور سی ڈی بلاک میں بڑے گاؤں (4،000+ آبادی کیساتھ) 2011 میں (خط وحدت میں آبادی) تھے: گوچیا (4،211)، کوسیدھا (4،560)، اتر رام پور (5،575)، سرپچندر پور (4،250)، کمارٹا (4،118)، بیراٹھ (4،412)، رنگاء پور (6،002)، دکھن ہریشچندر پور (5،365)، اتر ہریشچندر پور (15،445)، دکھن مہیندر پور (5،571) اور گنگ لدیہ (4،316)

ہریش چندر پور سی ڈی بلاک کے دوسرے دیہات میں (2011 بریکٹ میں

آبادی) شامل ہیں: تلسی ہٹہ (3،939)، رشید آباد (3،050)، باروئی (1،419) اور بھنگول (2،720)۔

اقوال زریں

انسان کی تباہی و بربادی کا ذمہ دار خود انسان ہے۔ ظہر الفساد فی البر و بحر بما کسبت ایدالناس ۔ بحر و بر میں فساد برپا ہو چکا، انسانوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے۔ (قرآن)

استاذ الاساتذہ پر ایک نظر

ریاست مغربی بنگال ضلع مالدہ کے مغربی سرحدی تھانہ ہرشچندر پور کی مردم خیز بستی مہیندر پور اسلام پور کو اس وقت شہرت ملی جب اس میں آج سے تقریباً 83 سال پہلے ایک چاند سا خوبصورت بچہ پیدا ہوا، اور جوان ہوا تو غیر معمولی خداداد حسن و جمال کے ساتھ علم و فن کو اکتساب کر کے نہ صرف اپنی ذات کو منبع صفات بنالیا، بلکہ اپنی شخصی و علمی ضوبار کرنوں کی تابانی و کشش سے مرکز عقیدت بھی بن گئے ، اور گھر سے در ، در سے گاؤں اور گاؤں سے اطراف و جوانب کو اپنی تابش علم و عمل سے روشن و منور کر دیا، ہاں یہ وہی نادر زمن ہستی ہیں، جسے دنیا یگانہ روزگار، فاضل اجل، نازش فکر و فن، اعلم العلما، فصیح اللسان و نکتہ رس مقرر، مناظر اہل سنت، شاگرد

حضرت ملک العلمافاضل بہارعلیہ الرحمہ، مرید سعید حضور محدث اعظم ہندعلیہ الرحمہ، استاذالاساتذہ، ولی صفت بزرگ حضرت علامہ مولانامحمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آپ ان نادر الوقوع شخصیات میں سے ہیں، جنہیں گھراور باہر یکساں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا گیا، گاؤں سے لیکر جہاں جہاں تک حقیر نے دیکھا آپ بڑے مولاناصاحب کے نام سے ہی یاد کئے جاتے رہے، آپ کی خدمات و کارنامے کودیکھ کر معلوم ہوتاہے کہ واقعی،،ریحانہ علماء،،کے القاب کاآپ بجاطور پر حقدار تھے۔

خاندانی پس منظر

ہرشچندر پور ایک مشہور قصبہ ہے، عہدانگریزی میں یہاں کی زمین داری اسٹیٹ کافی مشہور رہی ہے، اورزمینداروں کی ظالمانہ اور مطلق العنانی پر مشتمل نظام عمل بھی، مجال تھاکہ کوئی زمین دار کے آگے سے چپل پہن کریاگھوڑے پر سوار ہوکر گزر جاتا، لہذاان کی کہانی،،دیور تھ،،نامی بنگلہ زبان کی ناول میں پڑھی جاسکتی ہے، جو ہرشچندر پور ہی کی ٹاؤن لائبریری میں موجود ہے۔

خیرعہد مغلیہ سے نظام حکمرانی کا یہ طریقہ کار چلاآرہاتھاکہ ہر گاؤں میں ایک ایک شخص کولوکل اسٹیٹ کی جانب سے منڈل کاخطاب دیکر متعیّن کیاجاتاتھا، جو گاؤں

کی نگرانی اور چھوٹے موٹے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے ماذون ہوتے تھے۔

ہر شچندر پور کے زمیندار کی جانب سے مہیندر پور گاؤں کا منڈل آپ کے دادا جناب بدرالدین صاحب مامور ہوئے تھے، خاندانی عزت دار رئیس تو پہلے سے ہی تھے، اب منڈل کے خطاب نے خاندان کی وقعت اور بڑھادی، اور اب 1954ء میں زمین دارانہ نظام کا بالکل خاتمہ ہوگیا، تو اس کے باجود عرصہ دراز تک گاؤں کے لوگ پھر بھی ان کی عزت افزائی کرتے رہے، عمومی طور پر ہر مسائل خصوصًا شادی بیاہ کی تقریبات میں بغیر منڈل کی موجودگی سے کچھ کام نہ ہوتا تھا، اور سابقہ منڈل کے انتقال کر جانے پر باپ کے بڑے بیٹے یا اہل خاندان کے لوگوں میں سے جسے چاہتے اسے اس خطاب کو نواز کر منڈل بنا لیتے تھے۔

چنانچہ جناب بدرالدین صاحب کے تین بیٹے ہوئے، عادل حسین، فاضل محمد، ثوبان الدین۔ پھر منجھلے بیٹے فاضل محمد صاحب کے تین اولاد نرینہ ہوئیں، بڑے بیٹے کا نام معبود بخش (مرحوم) کسی سکول میں سرکاری ملازمت پر مامور تھے، اسلئے ماسٹر صاحب کے نام سے معروف ہوئے۔ دوسرے بیٹے کا نام نورالاسلام (مرحوم) تھا، تلسی ہٹہ رجسٹری آفس میں محرِل تھے۔ تیسرے بیٹے کا نام مولانا محمد مزمل حسین تھا، جن کے ذکر خیر کے لئے اتنی لمبی تمہید باندھی گئی ہے، چنانچہ جناب فاضل محمد صاحب بڑے ہی دانشمند واقع ہوئے، اپنے تین بیٹوں میں سے ایک کو دین و مذہب

کی خدمات کے لئے وقف کر دیا، جس سے ان کی دین پسندی کا ثبوت ملتا ہے۔

تاریخ پیدائش

چنانچہ آپ فاضل محمد ابن بدرالدین منڈل کے پشتینی مکان میں فروری 1937ء کو پیدا ہوئے، آپ باپ کی پہلی اولاد نہیں تھے، مگر یہ تو ہر این وآں کو معلوم ہے کہ والدین کو سب سے پیارا چھوٹا بیٹا ہی ہوا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ والدین اپنی بوڑھی زندگی کا سہارا اسی کو بناتے ہیں۔ خیر آپ والدین کے دلارے تھے، بڑے ہی نازونعم سے پرورش پائی تھی، جس کا اثر بعد کی زندگی میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔

شخصیت کی تصویر

آج سے بائیس 22 برس قبل 1998ء میں جب پہلی بار آپ کو دیکھا تھا، وہ سراپا کچھ اس طرح تھا، جو ابھی تک نگاہوں میں تیر رہا ہے ، قدو قامت میانہ ، چوڑا سینہ ، توند قدر باہر، گندمی رنگ ، رعب دار آفتابی چہرہ، کشادہ پیشانی خوش طالع کی کہانی، گول تراشیدہ گھنی وابیض داڑھی، درمیانہ کان ذہانت وفطانت کے نشان، جسم تندرست وصحت مند، اعضائے جوارح مضبوط وتوانا، مگراب آخری عمر میں ڈھلتی عمر کے اثر سے جِلد ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

تعلیم وتربیت

آپ کھاتے پیتے اور تعلیم یافتہ معزز گھرانے کے پروردہ تھے، ابتدائی مادری تعلیم

بنگلہ زبان چند کلاس تک پڑھ پائے تھے کہ نصیبہ کی ارجمندی سے ایک ساعت سعید آئی، والدین کریمین کی نخل تمنا نے کروٹ بدلی، جس میں اپنے فرزند دلبند کو عالم دین بنانے کا خیال پیدا ہوا، اور اسکول سے بستہ اٹھوا کر قریبی بستی رامپور میں مولوی عبدالرزاق علیہ الرحمہ (متوطن کنوا بھوانی پور نزد چانچل) کی درس گاہ میں لیجاکر بٹھادیا، احقر کے استفسار پر جو کچھ آپ نے اپنی ذات سے متعلق تحریر فرمایا، حضرت کی کہانی خود حضرت کی زبانی آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائے۔

میری ابتدائی تعلیم اسکول سے نکلنے کے بعد مولوی عبدالرزاق رامپور (کے مکتب) سے ہوئی، سال بھر کے اندر آمد نامہ، فارسی کی پہلی، اور اردو کی چند کتابیں پڑھنے کے بعد مدرسہ انواریہ اشرفیہ شیتل پور مبارکپور (علاقہ چانچل مالدہ مغربی بنگال) میں داخل ہو کر اخلاق محسنی اور یوسف زلیخا اور نحو میر تک پڑھا، اساتذہ ذی استعداد تھے، مولوی زین الدین صاحب مسکین پوری، مولوی تسلیم صاحب در بھنگوی تھے، پھر وہاں سے مظفر پور میں مولانا مفتی مطیع الرحمن صاحب کی خدمت میں رہا، وہاں پر بڑی تکلیف ناشتہ وغیرہ کی تھی، اس لئے وہاں سے 1954ء میں بحرالعلوم (لطیفی) کٹیہار میں آگیا، یہاں اساتذہ میں ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری فاضل بہار علیہ الرحمہ، مولانا یوسف صاحب پٹنہ، مولانا مشتاق احمد مظفر پوری (حضرت مولانا شہاب الدین اشرفی علیہ الرحمہ شہجنوی کٹیہاری) اور چند پورنوی بھی

تھے،بحرالعلوم کٹیہار میں چار سال گزارنے کے بعد بریلی شریف میں پہنچا،بڑی دقت کے بعد داخلہ ہوا تھا،بحمد اللہ نامی گامی اساتذہ میرے یہ حضرات ہیں۔

مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خان، حضرت علامہ مفتی سید محمد افضل صاحب (مونگیری)،حضرت علامہ احسان علی (محدث)مظفر پوری صاحب، حافظ ملت محمد احمد عرف جہانگیر خان صاحب اعظمی، حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب ،حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب ،(امام علم وفن)حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب،(امام النحو)حضرت مولانا بلال احمد صاحب پورنوی،مولانا محمد اسلم صاحب، خطیب ملک مولانا ریحان رضا خان صاحب وغیرھم (علیہم المغفرۃ والرضوان)میری دستار فضیلت بریلی شریف منظر اسلام میں 1963ء کو ہوئی،جامعہ کی سند کے بعد بھی مفتی افضل حسین صاحب اور مولانا احسان علی(محدث مظفر پوری)صاحب نے اپنی اپنی طرف سے بطور اعزازی سند حدیث عنایت فرمایا۔ (مکتوب بنام حقیر مرتب الحروف: مؤرخہ ۲۴/۰۵/۲۰۰۹ء)

لہذا آپ بعد فراغت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ جامعہ ازہر مصر کے لئے عزم وارادہ فرمایا، قانونی کاروائی توجامعہ منظر اسلام کی جانب سے کرنے کا عہد وپیما ہو گیا،لیکن اس راہ کی بڑی رکاوٹ والدین کی اجازت تھی،اسی خواہش کی تکمیل اورویزہ وغیرہ کی اخراجات کے لئے جب وطن لوٹے تووطن ہی کے ہوکر رہ

گئے،والدین کریمین شفقت ومحبت کے بندھن کوتوڑنہ سکے،اوراسی زنجیرمیں جکڑکررہنے کے باعث ایک دوردراز ملک میں بھیجنے کوتیارنہیں ہوئے،اس لئے مصر کے لئے زادراہ تیار کرنے کی بجائے ،علاقے ہی میں دینی خدمات انجام دینے کاحکم فرمایا،مگرآپ کواجازت نہ ملنے کی وجہ سے نہایت رنج وملال ہوا،اتناکہ آپ نے کبیدہ خاطرہوکر مرشدآباد کی سرزمین میں چلے گئے،دوڈھائی سال تک گھرکی خبرتک نہ لی،فرماتے تھے کہ جب مرشدآبادگیاتھا،تواس وقت میری داڑھی ہلکی پھلکی آئی تھی،اوردوسال بعدجب گھرآیاتوداڑھی سے چہرہ چھپ گیاتھا،لوگ پہچان نہیں پارہے تھے،خیرآپ نے جب بھی زندگی میں اس بات کویادفرمائی،حسرت ویاس کے ساتھ پلکوں کوبھگوتے رہے۔

چندرفقائے درس

علامہ خواجہ شمس العالم لطیفی رحمن پوری،علامہ عطاء الرحمن رضوی نیپال، حضرت مولاناسیف اللہ کلی گرام چاپچل،حضرت مولاناتیمورالرحمن راج محل،تاج الشریعہ حضورازھری میاں علیہ الرحمہ،وغیرھم۔

میدان عمل میں

1963ء میں جب آپ بریلی شریف سے فارغ ہوکراپنے وطن میں آئے، اوراسکے دوڈھائی سال بعداپنے علاقہ میں دینی خدمات کی باگڈوراپنے ہاتھوں میں

سنبھالنے کا عزم کیا، توعلاقائی ماحول کا جائزہ لینے کے بعد دیکھا کہ علاقے میں کام کرنے کے لئے دو محاذ نمایاں ہے، ایک مولوی عابد حسین چنڈی پوری کی پھیلائی ہوئی گمراہیت اور صلح کلیت کی خوشنما دام تزویر سے عوام کو بچانا۔ چونکہ مولوی عابد حسین وہ پہلا شخص ہے جس نے سیما نچل اور مالدہ کی دھرتی پر وہابیت نما دیوبندی و غیر مقلدین کو قدم جمانے کیلئے راستہ ہموار کیا تھا، اورانہیں عام کرنے میں کافی امداد کیں، ان کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم لطیفی کٹیہار میں دیوبندیوں کے ساتھ غیر مقلدین بھی درس و تدریس انجام دیتے تھے، جیساکہ خود اس کے سوانح نگار مولوی حسب اللہ ندوی نے ،،حیات عابد خدمات و کارنامے،، نامی کتاب کے ص 98 میں لکھا ہے۔

،،اسی طرح تمام فقہی مسالک کے اساتذہ وطلبہ پر بھی اس کا دروازہ کھلا رہا، اس میں اہل حدیث علماء بھی درس و تدریس سے منسلک رہے،،

گویاکہ دارالعلوم لطیفی کو ندوہ کی ڈگر پر چلانے کا جو منشور قائم کیا تھا، آج بھی یہ مدرسہ اسی نہج پر گامزن ہے، اسلئے اس ادارہ کو ثانی ندوہ کہنا بجا ہے۔

دوسرا: علاقہ میں تعلیمی مشن کو آگے بڑھانا

مولوی عابد کو ان دونوں میدان میں کافی گرفت حاصل تھی، وہ تو مرکر مٹی میں مل گیا تھا، لیکن ان کی اولاد مولوی شہاب الدین مظاہری اس وقت ان کی نیابت کررہے تھے، پیری مریدی کے ذریعہ عوام کو پھانستے تھے، اوران کی اولادوں کو اپنے دارالعلوم

کٹیہار میں لیجاکر کچھ دن پڑھاتے تھے، پھرانہیں ندوۃ العلما لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارانپور میں بھیج دیتے تھے۔اور وہاں سے پڑھ کر آنے والا مولوی اپنے ہی باپ دادا کو مشرک بدعتی اور نہ جانے کیا کیا کہتے پھرتے تھے،اور ان کی حمایت اور پشت پناہی چنڈی پوروالے کرتے تھے،جس سے علاقے میں ایک نہ ختم ہونے والا مذہبی جنگ شروع ہوگئی تھی۔

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ چونکہ مولوی عابد کے علاقے کا پہلا عالم تھے،جو بریلی شریف کے فارغ یافتہ تھے،اور اس زمانے میں اہل سنت کی خدمت جس طرح بریلی اور اس سے ملحقہ مدارس کے فارغین انجام دیتے تھے،کسی اور مدارس کے فارغ یافتہ میں وہ بات نہیں ہوتی تھی،اس لئے آپ ،،لینذرواقومھم اذار جعوا،،کے مصداق اپنی قوم کواس پرفتن دور میں اہل سنت سے قریب تر کرنے اور غیراہلسنت وہابی بدعتی فرقوں یعنی دیوبندیوں وغیرمقلدوں سے عوام کوڈرانے کیلئے الٰہی فرمان کواپنا منشور بنایا۔اور مولوی عابد حسین کے دونوں محاذ پر بند باندھنے کے لئے میدان عمل میں سینہ سپر ہوگئے۔

آپ نے پہلے محاذ پر کام کرنے کے لئے جلسہ وجلوس اور میلاد کی محافل میں جاجاکر عوام کو حقیقت حال سے واقف کرایا،اور ضرورت ہونے پر مناظرہ کا میدان بھی آراستہ کیا،اور دوسرے محاذ میں کام کرنے کیلئے آپ نے نیا کوئی مدرسہ قائم نہیں

فرمایا،اور نہ ہی زندگی کے کسی موڑ پراس بابت خیال کیا،بلکہ علاقے میں جومدارس قائم تھے ان کی علمی معیار کوبلند کرنے کی ٹھان لیں،اوراسی بات پر تازندگی قائم رہے۔

علمی شہرت کی دھوم

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ ایک بہترین خطیب بے مثال مقرر،اور نکتہ رس مدرس بھی تھے،عمومی طور پر آپ بنگلہ زبان میں خطاب فرماتے تھے،چونکہ علاقائی زبان بنگلہ تھی ،جب خطاب فرماتے توزبان کی چاشنی سے سامعین مدہوش ہوجاتے تھے،اور متعیّنہ وقت کے گزرنے کااحساس کسی کونہیں ہوتا،لیکن اس کے باوجودآپ نے کبھی اسے ذریعہ معاش نہیں بنایا،بایں سبب آپ کی خطیبانہ خدمات کو تدریسی شہرت نے ڈھانپ لیا۔

لیکن اردواور فارسی بھی اہل زبان کی طرح بولتے تھے،زبان میں بے انتہاچاشنی بھی خدائے تعالیٰ نے ودیعت فرمادی تھی،ایک واقعہ یادآیا،جب حقیرشروع شروع میں حضرت کی خدمت میں حصول علم کے لئے گیاتھاانہیں دنوں کی بات ہے،ہم لوگ اپنے گاؤں سے پانچ یاچھ بچے ایک ساتھ گئے تھے،داخلہ ہونے کے بعدرات کوجب اسباق یادکرنے بیٹھے تھے،ہمارے علاقے کاحال چال دریافت فرمایا،اور جب کوشیدہ ہاٹ کی بات سامنے آئی کہ وہاں سے تین چارکلومیٹر کے فاصلے پر ہماری بستی علاقہ بہارمیں واقع ہے،توفرمایاکہ جب بہورحسین پورمیں پڑھارہاتھا،توکوشیدہ آناجانا

رہتا تھا،اس زمانے میں ایرانی عورتیں کوشیدہ ہاٹ میں چشمہ بیچنے آیا کرتی تھیں،اور چشمہ کے ،،شین ،،کو تفشّی کے ساتھ ادا کررہی تھی،میں سمجھ گیا کہ یہ ایرانی عورت ہے،اس لئے اس سے فارسی میں ہم کلام ہوا،اور کافی دیر تک فارسی ہی میں باتیں کیں،یہ دیکھ کر وہ عورت نہایت خوش ہوئی،اور کہا کہ مولانا ہندوستان میں کافی عرصہ سے آنا جانا ہے،لیکن آج تک کسی نے بھی مجھ سے فارسی میں بات چیت نہیں کی،آپ پہلا شخص ہیں جو فارسی میں مجھ سے ہم کلام ہوئے۔اور وہ بھی بنگال میں،جہاں کے لوگ ٹھیک طرح سے اردو بھی نہیں بول پاتے۔غرض اس خوشی میں آپ کو ایک چشمہ نذر کیا،آپ لینے سے انکاری ہوئے،تو کہنے لگی،کہ مولانا اسے رکھ لو آج نہیں تو چالیس سال بعد یاد کریں گے۔آپ نے جیب سے چشمہ نکال کر فرمایا یہ وہی چشمہ ہے،آج واقعی میں اسے یاد کرتا ہوں۔اور حقیر عرض کرتا ہے کہ وہی چشمہ آپ نے تازندگی استعمال فرمایا،دوسرا چشمہ لینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

اس واقعہ کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو فارسی زبان میں بھی کافی مہارت اور گرفت حاصل تھی،آج بھی اس بات کا اندازہ ان کے شاگردوں سے لگایا جا سکتا ہے،اس لئے تدریسی خدمات میں بالخصوص فارسی کی تعلیم کے لئے مالدہ ضلع، اتر دیناج پور اور کٹیہار کے مشرقی علاقے میں آپ کی دھوم مچی ہوئی تھی،ان علائق کے علما اپنے طلبا کو فارسی میں مہارت کے لئے آپ ہی کے پاس بھیجتے تھے،شب کو اسباق

یاد کرانے کاطریقہ یہ ہوتاتھا،کہ طالب علم عبارت پڑھتے،اور استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کتاب دیکھے بغیراس کاترجمہ برجستہ بتلادیتے تھے،جس کاچشم دیدگواہ خود حقیر راقم الحروف بھی ہے،گلستاں بوستاں اخلاق محسنی ،یوسف زلیخا،وغیرہ آپ کو ازبرو مستحضر تھیں۔

حضرت مولانا نورعالم اشرفی (گنگ لدھیہ)نے آنکھوں دیکھاحال بیان کیا،جو آپ کی فارسی دانی پردال ہے،فرماتے ہیں کہ آپ بزبان فارسی تقریروخطابت بھی گھنٹوں کے گھنٹوں فرمایاکرتے تھے۔لہذاآپ کی علمی قابلیت کی دلیل کے لئے دو اور معاصرشہادت پیش کئے دیتے ہیں،اس سے آپ کو معلوم ہوجائے گاکہ استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے علمی وعملی زندگی کی شہرت بام فلک کی بلندی پر پہنچی ہوئی تھی،جن کے علمی رعب وداب کاغلغلہ شمس النہار کی طرح ایک زمانہ تک روشن وتابناک رہا،جن کی علمی قد اور ہمالیائی اٹھان کااہل علم ونظرآج تک معترف ہیں ، چنانچہ حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد شمس العالم نعیمی لطیفی چشتی علیہ الرحمہ سجادہ نشیں خانقاہ تکیہ رحمن پوربارسوئی کٹیہاری نے ایک ملاقات میں احقرراقم الحروف سے فرمایاتھا۔

کہ اس جیساطباع اور صاحب علم شخص مالدہ ضلع میں آج تک میری نظر سے کوئی نہیں گزراہے،وہ میرے رفیق،ہم جلیس ،ہم پیالہ وہم نوالہ اورایک بہترین وست تھے،بحرالعلوم لطیفی کٹیہارمیں ہم سبق رہے،،

آپ کے ایک اور معاصر ورفیق حضرت علامہ مولانا محمد عابد حسین نوری دولت پوری صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا کو میں آج سے نہیں بلکہ زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں بریلی شریف میں ہم ساتھ ساتھ رہتے تھے،وہ میرے سینئر تھے،آپ کی ذہانت وفطانت قابل داد تھی،آپ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باعمل بزرگ اور مرد قلندر تھے۔

علمائے کرام ومشائخ عظام کے ان اعترافات کی روشنی میں حضرت استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کے علمی قدو قامت اور ہمالیائی شخصیت کا پتہ معلوم ہوتا ہے،اللہ تعالی آپ کو جنت میں اعلی مقام عنایت فرمائے۔آمین

طریقہ تعلیم

آپ کا زمانہ ایسا رہا ہے کہ مدارس کی قلت تھی،علما بھی کم تھے،اس لئے اس علاقے کے مدارس کی کمیٹیاں ایسے عالم کی تلاش میں رہتے تھے،جو ہر فن مولیٰ ہو،اور ابتدا تا انتہا ہر جماعت کی کتابوں کو پڑھا سکے،آج بھی کمیٹوں کے اندر یہی خوبیاں باوصف پائی جاتی ہیں،انہیں علماء تو چاہیئے بحر العلوم اور کنزالدقائق،لیکن تنخواہ وہی ڈھاک کے تین پات،چھ سے سات ہزار تک،فی زمانہ مروج ہوا،قوم انہیں دیتی ہے،علماء کو دینے کے لئے،مگر متولیان وٹورسٹیان کا انہیں دینے میں دل کلیجہ باہر آجاتا ہے۔

لہذا آپ بھی انہیں ناگفتہ بہ حالات کے شکار رہے،اس زمانے میں علما کی تنخواہ ہی

کیا تھی، ہزار بارہ سو روپئے، پھر بھی شکوہ گزار نہیں ہوئے، اللہ واسطے گھر دوار چلتا رہا، اور دین کی خدمت فرماتے رہے، قوم کو علماوائمہ حوالے کرتے رہے۔

خیر بات ہو رہی تھی استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے طریقہ تعلیم کی، کہ آپ کے ساتھ طلباء کی ایک خاصی تعداد ہمیشہ رہتی تھی، اور تن تنہا انہیں سنبھالنے کی ذمہ داری، ثالثہ، رابعہ تک کلاس کا انتظام اور تنہا ایک شخص کے دوش پر بار، اس لئے آپ کا طریقہ تعلیم اس طرح نہیں تھا جس طرح کہ آج کل مدارس میں گھنٹیوں کے ساتھ مروج ہے، بلکہ آپ کا ایک منفرد انداز تھا، جس میں بچے ابتدائیہ اور اعدادیہ کو ایک سال میں پڑھ لیتے تھے، فارسی کی پہلی دوسری، کے بعد گلستاں وبوستاں میزان ومنشعب اس کے بعد جن کو فارسی میں زیادہ مہارت پیدا کرنی ہوتی تھی، وہ یوسف زلیخا، اخلاق محسنی، دیوان لطیفی، دیوان حافظ وغیرہ، خارج اوقات میں بھی پڑھ لیتے تھے، آپ کے پڑھانے کا انداز اتنا اچھوتا اور پیارا ہوتا، کہ باتیں کانوں میں مدھور رس گھول کر دلوں میں پیوست ہو جاتی تھیں، اس لئے بنگال کے بچوں کو بھی اردو سمجھنے اور اسباق یاد کرنے میں دقت نہیں ہوتی تھی۔

انداز تربیت

جہاں تک یاد ہے، حقیر نے استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں کبھی چھری نہیں دیکھی، اوقات درس میں نہ اس سے باہر، پیار سے بچوں کو رکھتے، پیار سے پڑھاتے،

اردو خوانی اچھی تھی مگر عام فہم الفاظ استعمال فرماتے، جس سے ہر کہہ ومہہ سمجھ لیتے تھے، ایک بار گلستاں یا بوستاں کا درس دے رہے تھے، بعد درس حقیر سے فرمایا کہ تم نے کچھ سمجھا، حقیر نے بے جھجک بول دیا، سمجھ گیا حضور۔ آپ نے فرمایا، اہ! ہم نے تو تم سے بڑی عمر میں پڑھا تھا، تو کچھ سمجھ نہیں پائے تھے، اور تم نے سمجھ لیا۔ چونکہ اس جماعت میں حقیر ہی سب سے زیادہ کم عمر تھا، اس لئے مجھ ہی سے مخاطب ہوئے، لہذا جب حضور استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ نے فرمایا تو کلاس کے سبھی بچے ہنسنے لگے، لیکن استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے عام طور پر سب کو اور خصوصًا حقیر سے فرمایا کہ تم لفظی معنی یاد کرلو، بعد میں خود ہی سمجھ جاؤ گے۔

کہتے ہیں کہ ہر انسان کے پاس ایک نہ ایک لمحہ ایسا آتا ہے، جس سے کسی کی ایک قول سے زندگی کا دھارا بدل جاتا ہے، چنانچہ میری زندگی میں بھی حضرت استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کی یہی وہ ایک نصیحت تھی، جس نے میری زندگی بدل ڈالی، لہذا آج حقیر کو جو تھوڑا بہت اردو اور فارسی کی شدھ بدھ ہے، وہ آپ ہی کے مرہون منت ہے۔

لہذا آپ ایک نہ صرف کامیاب مدرس تھے، بلکہ آپ کو بچوں کے نفسیات سے بھی واقفیت از حد حاصل تھی، جب ہی تو حقیر سے فرمایا کہ تم لفظی معنی یاد کرلو بعد میں سمجھ جاؤ گے، اور واقعی لفظی معنی یاد کر لینے سے طالب علم کو کتنا فائدہ ملتا ہے، جس نے

اس پر محنت کیا ہے، وہی بخوبی بتا سکتے ہیں، غرض آپ کی شاگردی پر علماء نہ صرف خوش ہیں، بلکہ جب استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کے حالات قلم بند کرنے کے لئے حقیر نے کمر ہمت باندھی، اور جن جن شاگردوں سے رابطہ کا موقع ملا تو ہر ایک آپ کی شاگردی پر فخر کرتا معلوم ہوا۔

گاؤں والوں کی رہنمائی

یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ کی عزت واحترام جس طرح باہر کے لوگ کرتے تھے، یوں ہی گھر میں بھی آپ کی عزت یکساں ہوتی تھی، گاؤں کے ایک چھوٹی عمر کے بچے سے لیکر عمر دراز سن رسیدہ تک عزت و تکریم بجالاتے تھے، اور کوئی بھی دینی و مسلکی کام ہوتا، آپ کے بغیر پایہ تکمیل کو نہ پہنچتا، حضرت مولانا رئیس الدین رضوی صاحب جو استاذ الاساتذہ کی بستی کے باشندہ ہیں ان کا بیان ہے کہ عاشورہ کے دن یعنی دسویں محرم الحرام کو بلاناغہ ہر سال امام حسین علیہ السلام کے نام سے ایصال ثواب کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوتا، جو آپ ہی کی صدارت میں ہوتی، دوسرے مقررین کو دعوت دینا، ان کی دیکھ ریکھ آپ ہی کے ذمہ رہتا تھا، جتنے بھی علماء کیوں نہ آجائے آپ کی خطابت لازمی ہوتی تھی۔

صرف اسی ایک جلسہ کی بات نہیں، مہندر پور میں آپ کے دولت کدہ سے چند قدم کے فاصلے پر سید شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ خانہ واقع ہے، اور صاحب چلہ

کے نام سے ہر سال عرس بھی ہوتا ہے،اس میں بھی آپ کی شرکت لازمی ہوتی تھی، جلسہ کا اہتمام ہوتا، آپ اس کی صدارت فرماتے۔

صرف جلسہ و جلوس ہی میں نہیں بلکہ ہر وہ شرعی معاملہ اور مسائل دینیہ کی تصفیہ کے لئے مرکز نگاہ آپ ہی کی ذات تھی، جب تک آپ بقید حیات رہے، گاؤں والوں کو اور کہیں کسی عالم سے رجوع کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئیں۔

رضوی واشرفی کے جھگڑے سے دوری

چند برس پہلے اہل سنت کے درمیان خانہ جنگی ہوئی تھی،رضوی اور اشرفی دوخانے میں تقسیم ہوکر آپس میں جوتم پیزار تھے،خانہ جنگی کا آغاز فروعی اختلافات کو لیکر ہوا تھا،دونوں فریق کے ذمہ دار علماء کے درمیان اگرچہ فروعی اختلاف ہوا تھا لیکن ان کے درمیان خلوص و محبت برقرار تھی،اور جو کچھ ہو رہا تھا،وہ عقیدت کی اندھی تقلید تھی،اور چھوٹے موٹے علماء اودھم مچا رہے تھے،اوراختلافات کو محو کرنے کی بجائے اسے ہوادیکر بھڑکانے میں مصروف تھے۔ظاہر ہے جس قوم کے بھائی بھائی کے درمیان نہیں بنتی ،وہ اس مذہب بیزار دور میں مذہبی بنیاد پر ایک کیسے ہوسکتے ہیں۔

لیکن ایسے پرآشوب ماحول میں بھی آپ نے دامن صبر وضبط کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا،اور دیتے بھی کیسے کہ آپ بریلی کے تعلیم یافتہ اور مسلک پر گامزن

تھے، توکچھوچھہ شریف کاصوفیانہ مشرب بھی رکھتے تھے،آنکھوں میں اگر بریلی کی عقیدت و محبت کاسرمہ لگاہواتھا،تو دل کی آنکھیں کچھوچھہ مقدسہ کی کاجل سے لبریز تھی،اور جبین عقیدت دونوں آستانے کے چوکھٹ کی جبین سائی کررہاتھا،پھر کیسے آسانی سے آپ اس بلامیں گرفتار ہوسکتے تھے،لہذا رضوی اور اشرفی کے جنگ کی دھمک اور گونج دورافتادہ علاقہ بنگال میں بھی پہنچی تھی،خود آپ کابیان ہے کہ ایسے پرفتن ماحول میں آپ نے دونوں فریق کے علماء کوعاشورہ کے جلسوں میں دعوت دیکر بلاتے تھے، تاکہ دونوں فریق کے درمیان صدیوں سے جوپیرومرشد،استاذ وشاگرد کاپاکیزہ رشتہ قائم ہے،اس میں دراڑ نہ پڑے،اس لئے اپنے گاؤں اور اس کے اطراف کواس خزاں رسیدہ ومسموم ہواسے بچانے کے لئے اس پالیسی کواپنایا،جوکہ نہ صرف لائق تحسین وآفرین ہیں،بلکہ لائق تقلید بھی ہے۔

بدعتیوں سے تنفر

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی،گویاکہ اس نے اپنے دین کوڈھادیا،ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

،،کہ مجھ سے بیان کیاگیاکہ محمدبن سہل البخاری نے کہاکہ ہم لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے انہوں نے بدعتیوں کی مذمت شروع کی،توایک نے عرض کیاکہ اگرآپ یہ ذکر چھوڑکر ہم کوحدیث سناتے توہم کوزیادہ پسند تھا۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سن کر بہت غصہ ہوگئے اور فرمایا کہ بدعتیوں کی تردید میں میرا کلام کرنا مجھے ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ پسند ہے،،(تلبیس ابلیس ص38)

اس معاملے میں حضور استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے اپنے اسلاف کی روایات کو نہ صرف زندہ کیا بلکہ بڑے متشدد واقع ہوئے ہیں، اسی کے پیش نظر آپ نے بیت الخلاء کا نام ،،دیوبند،، رکھا ہوا تھا، اس بات سے اہل بدعت دیوبند کے تئیں آپ کے رویہ کا نہ صرف پتہ ملتا ہے، بلکہ وہیں پر متصلب فی الدین ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

میدان مناظرہ کا ببر شیر

احقاق حق وابطال باطل کیلئے بحث ونظر اور مناظرہ کوئی نئی بات نہیں ہے، عہد قدیم ہی سے اہل حق اور ارباب باطل کے درمیان ہوتے آئے ہیں، اور اب تک ہورہا ہے، اس سے جو فائدے مترتب ہوئے ان کے اثرات روداد مناظروں سے واضح ہے، لہذا استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ علاقے میں دینی خدمات انجام دیتے ہوئے تعلیمی مشن کو خوب عام کیا، اور جب ضرورت پڑی تو میدان مناظرہ بھی آراستہ کئے، اور کبھی معاون کی حیثیت سے بھی بڑے بڑے مناظروں میں شرکت فرمائی۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

،،میں معاون ومددگار کی حیثیت سے اربڑا، آشاپور، بھٹیار (بالیرپور شام پور) کے مناظروں میں شامل تھا، آخرالذکر مناظرے میں مفتی مطیع الرحمن صاحب

(مضطر) رضوی بحیثیت مناظر تھے۔

اور میرے ساتھ خود تین جگہ مناظرہ ہوا، ایک بنگروا (تلسی ہٹہ کے نزدیک) میں قاضی قاسم کے ساتھ، دوسرا ابہٹار (اتر دیناج پور) میں، تیسرا رحمت پور (علاقہ چاپچل) میں مولوی (عرفی نام) بجوا کے ساتھ، میں نے انہیں دھول چٹادی تھی، اور مقابل مناظرین شکست وریخت سے دوچار ہو کر راہ فرار اختیار کیا تھا۔

مکتوب بنام حقیر کاتب الحروف: مؤرخہ 2009/05/24

مناظرہ بھٹیار جو بالیر پور شام پور کے نام سے مشہور ہے، جو 12 جون 1994ء میں منعقد ہوا تھا، اس مناظرہ کی روداد، ، مناظرہ بنگال، ، کے نام سے حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ صاحب شہجنوی نے ترتیب دیا ہے، اور شائع ہو کر افادہ عام بھی ہو چکی ہے۔

اربڑا اور آشاپور میں متعدّد مناظرے ہوئے تھے، اسی مقام پر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ بھی تشریف لائے تھے، اور ایک مناظرہ بعد میں ہوا تھا، جس میں مفتی عبید الرحمن صاحب رشیدی صاحب تھے، آپ کس میں معاون کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے، تحقیق طلب ہے، افسوس کہ نہ صرف اربڑا اور آشاپور بلکہ کسی بھی مناظرہ کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکی۔

عشق نبوی کی ایک جھلک

حضوراستاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے آبگینہ دل نہایت نرم ونازک تھے، شاعری نہیں کرتے تھے،مگر اپنی تقریر وخطابت میں فارسی اشعار بکثرت استعمال فرماتے تھے،اورکسی شعرکوپڑھتے پڑھتے رودیتے تھے، حقیرنے دیکھاہے کہ اکثرتنہائی میں ڈبڈباتی آنکھوں سے یہ نعت مصطفیٰ ﷺ گنگناتے تھے، حضرت سے سن سن کراس کے چنداشعار حقیرکوعرصہ تک یادرہا۔

آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ
دل کا اجالا نامِ محمد ﷺ
اللہ اکبر رب العلا نے
ہر شے پہ لکھا نامِ محمد ﷺ
دولت جو چاہو دونوں جہاں کی
کرلو وظیفہ نامِ محمد ﷺ
شیدا نہ کیوں ہوں اُس پر مسلماں
رب کو ہے پیارا نامِ محمد ﷺ
اللہ والا دم میں بنا دے
اللہ والا نامِ محمد ﷺ

پائیں مرادیں دونوں جہاں میں
جس نے پکارا نامِ محمد ﷺ
مومن کو کیوں ہو خطرہ کہیں پر
دل پر ہے کندہ نامِ محمد ﷺ
اپنے رضا کے قربان جائوں
جس نے سکھایا نامِ محمد ﷺ

میرے خیال میں اس نعت شریف کو لکھنے والے نے اتنے آنسو نہیں بہائے ہوں گے، جتنا کہ آپ نے گنگناتے ہوئے بہایا ہو گا۔

اخلاق وعادات

اگرانسان فضل وکمال کے مرتبے پر فائز ہوجائے، اوراس کے اندر اخلاقی محاسن کی قلت اور طبیعت فضائل حسنہ سے مملونہ ہوتو شخصیت میں جاذبیت اور کشش نہیں ہوتی، اوریوں بھی ایک عالم دین کو باعمل اورخوش اخلاق ہوناضروری ہے۔

امیر خسرو نے کہا۔؎

آں گفت مذکر نہ کند خلق کہ اورا
گفتار بسے یابی وکردار نیابی

(یعنی جو نصیحت گوایسی باتوں کی لوگوں کو نصیحت کرے جو خود اس پر عامل نہ

ہو تو خلق اسے شمار میں نہیں لاتی)

استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ صاحب فضل کمال تو تھے ہی، اخلاق وعادات کی بلند کرداری، اور حسن معاشرت کی دین تھی، کہ آج تک آپ کو عوام تو عوام علماء بھی خیر سے یاد کرتے ہیں۔

اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض علما کا معاصرانہ چشمک کی وجہ سے بات بنتی نہیں، اس لئے جہاں موقع ملا ایک دوسرے کی ہرزہ سرائی سے پرہیز نہیں کرتے، لیکن استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ کا کسی سے چشمک بھی ہوئے ہوں، تو بھی اپنے کسی مخالف عالم کی تعریف کرنے کے علاوہ برائی کرتے نہیں دیکھا ہے، آپ ایک سادہ مزاج، سادگی پسند، منکسر المزاج، علم دوست، اصاغر نواز تقویٰ شعار بزرگ عالم دین تھے۔

تقویٰ و پرہیز گاری

انسان چاہے جتنی بھی کوشش کرلے، ان سے خطا ونسیان کا ہونا کوئی مستبعد فعل نہیں ہے، عربی مقولہ ہے،، الانسان من الخطاء والنسیان ،، یعنی انسان غلطی کا پتلا ہے، وہ خطا سے معصوم نہیں، البتہ انسانوں میں معصوم عن الخطا صرف اور صرف انبیائے کرام علیہم المغفرۃ والرحمن ہی کی ذوات قدسی صفات ہیں، اور اولیائے کرام محفوظ عن الخطا ہوتے ہیں، آخر الذکر سے خطا کا صدور ہونا ناممکن نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ اللہ کی توفیق سے مشابہات ومباحات سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن

پھر بھی اگر ذہول ونسیان کی بنیاد پر خطاوقوع پذیر ہوجائے توفوراً اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں توبہ وانابت میں مشغول ہوجاتے ہیں،اسی کا نام تقویٰ ہے۔علماء ومشائخ کی اسی خوبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

،،انمایخش اللہ من عبادہ العلماء،،

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔(کنزالایمان فاطر 28)

اور جیساکہ مفسر قرآن صدرالافاضل فخرالاماثل علامہ سید نعیم الدین مرادآدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔:تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں:نفس کو خوف کی چیز سے بچانا،اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا،حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا:متقی وہ ہے جو شرک وکبائر وفواحش سے بچے۔بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔بعض کا قول ہے:تقوی حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔بعض نے کہا:تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔(خازن)یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل (یعنی اصل)کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔تقویٰ کے مراتب بہت ہیں:عوام کا تقوی ایمان لاکر کفر سے بچنا،متوسطین کا اوامر ونواہی کی اطاعت،خواص کا ہر ایسی چیز

کو چھوڑنا جو اللہ تعالی سے غافل کرے (جمل) حضرت مترجم (اعلی حضرت فاضل بریلوی) قدس سرہ نے فرمایا: تقوی سات قسم ہے۔ (1) کفر سے بچنا، یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (2) بدمذہبی سے بچنا، یہ ہر سنی کو نصیب ہے، (3) ہر کبیرہ سے بچنا (4) صغائر سے بھی بچنا (5) شبہات سے احتراز (6) شہوات سے بچنا (7) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔ (خزائن العرفان ص4)

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ اخص الخواص تقویٰ شعاروں میں سے اگر نہیں تو تقویٰ کے ان تمام اقسام پر بالکلیہ فائز تھے، یہ صرف میرا حسن ظن ہی نہیں بلکہ آنکھوں سے دیکھی بھالی زندگی کی یادگار چودہ سالہ مدت پر مبنی تاثرات ہیں، جس سے حقیر ہی نہیں بلکہ آپ کے صحبت نشیں شاگردوں کی جماعت بھی گرویدہ اور متاثر ہیں۔

اہل اللہ سے انسیت

ایک مرتبہ مدرسے کے سب بچے پنڈوہ شریف گنج نبات حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ کی زیارت کے لئے عازم سفر ہوئے، جو کہ گوڑ ہنڈ سے 41/40/ کلومیٹر دوری پر واقع ہے، حقیر ان رفقاء کے ساتھ نہیں جاسکا تھا، فرمایا تم کیوں نہیں گئے، حقیر کچھ بولتا اس سے پہلے استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:

بزرگان دین جو باحیات ہیں موقع ملے تو ان سے ملاقات کرتے رہنا، اور اولیاء

اللہ کے مزارات کی بھی زیارت کرتے رہنا ،اور پائنتی کی جانب کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھنا،اس سے بہت فیض ملتاہے۔

اس بات سے معلوم ہوتاہے کہ آپ خود بھی اولیااللہ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے،اوراسی بناپر شاگردوں کوبھی اس کی تلقین فرمایاکرتے تھے۔

استاذالاساتذہ ایک ولی اللہ تھے

صدرالافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنیٰ میں ہے۔ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے،اوراس کا دل نورجلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو،جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کودیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تواپنے رب کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الٰہی میں حرکت کرے،اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے،جوذریعہ قرب الٰہی ہو،اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خداکے سواغیرکونہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے،بندہ جب اس حال پر پہنچتاہے تواللہ اس کاولی وناصراور معین ومددگار ہوتاہے۔

متکلّمین کہتے ہیں:ولی وہ ہے جواعتقاد صحیح مبنی بردلیل رکھتا ہواوراعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتاہو۔بعض عارفین نے فرمایاکہ ولایت نام ہے قرب الٰہی اور

ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے،، الذین آمنوا و کانوا یتقون،، یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے، یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ (خزائن العرفان ص 405)

خلاصہ کلام یہ کہ ولایت کی سب سے بڑی علامت یہ نہیں کہ کسی سے خرق عادت واقعات کا ظہور ہونا ضرور ہو، اور فضا میں اڑکر اور پانی میں چل کر دکھادے، ورنہ

پرندے اور مچھلیوں سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں ہوتا، بلکہ تصلب فی الدین ہی سب سے بڑی کرامت اور ولایت کی نشانی ہے، جیساکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کی کرامت کا شہرہ سن کر ایک شخص مرید ہونے کیلئے آیا، اور جب مدت گزارنے کے بعد بھی کرامت نظر نہیں آئی، تو بغیر بعیت کئے واپس جانے لگے، آخر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ آپ مقصد حاصل کئے بغیر کیوں جا رہے ہیں، جب اس شخص نے کرامت نہ دیکھنے کی بات کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس مدت میں مجھے کبھی خلاف شرع امور پر عمل کرتے دیکھا ہے، اس نے کہا کہ نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور کرامت کیا ہوگی۔

پتہ چلا کہ ولایت کی سب سے بڑی دلیل مافوق العادت و کرامت نہیں بلکہ شریعت پر عمل ہے، اور ایک تقویٰ شعار عالم جن کی شان میں ،، انما یخش اللہ من عبادہ العلماء ،، نازل ہوں، ان سے بعید ہے کہ وہ خلاف شرع امور پر عمل کرے؟ یقیناً ایک تقویٰ شعار عالم دین خطاؤں سے محفوظ رہنے کیلئے تمام تر احتیاطی تدابیر کو بروئے کار لاتا ہے۔ اس لئے ولی ہونے کے لئے عالم ہونا ضروری ہے، یا کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ مسائل شریعہ کتابوں سے خود نکال سکے۔

لہذا ولایت ایسی وہبی چیز ہے، جسے کوئی ظاہر کرتے ہیں تو کوئی چھپاتے ہیں، اور کسی کو عطا ہو بھی جائے تو انہیں علم نہیں ہوتا، اس لئے ولایت ایسی چیز نہیں کہ سطحی نظر سے

دیکھ کر ولیوں کو پہچان لیا جائے۔

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کی تقویٰ و پرہیزگاری تو چھلکتی ہوئی چیز تھی، جسے اہل علم ونظر نے مشاہدہ کیا، اور حقیر کہتا ہے کہ آپ نہ صرف ایک تقویٰ شعار عالم دین تھے، بلکہ تصوف وسلوک پر بھی آپ کی گہری نظر تھی، جیسا کہ استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا۔

کہ تقوی اور ولایت دو الگ الگ چیزیں ہیں، کبھی تقویٰ پہلے حاصل ہوجاتی ہے، اور ولایت بعد میں، اور کبھی ولایت پہلے حاصل ہوتی ہے اور تقوی بعد میں، مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ولایت نہیں ملتی اور تقوی حاصل ہوجاتی ہے،،

لہذا استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ تصوف وسلوک کی نہ صرف منازل سے واقف تھے، بلکہ آپ تقویٰ کے ساتھ ولایت کے مرتبے پر بھی فائز تھے، آپ کا شمار خدا کے ان نیک وبرگزیدہ بندوں میں ہوتا تھا، جن کی بدولت آفات ارضی وسماوی بھی ٹل جاتی تھی، نمونۃً عرض ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب جامعہ مسرورالعلوم گوڑ ہنڈ میں زیر تعلیم تھا، اس زمانے میں اگرچہ گاؤں میں کرنٹ کی سہولت ہوگئی تھی، لیکن مدرسے میں ابھی تک اندھیری شب کی حکمرانی تھی، لالٹین جلا کر رات کو اسباق یاد کرنا پڑتا تھا، گرمی کا زمانہ تھا، شدت گرمی سے کمروں میں سونا دشوار ہورہا تھا، اس لئے برآمدے میں ہی

سارے بچے مسہری ٹانگ کر سوجاتے تھے، استاذالاساتذہ بھی برآمدے میں ہی بچوں کی ہمت بڑھانے کے لئے تخت نکال کراتر دکھن سوجاتے تھے، اور حضرت ہی کے سرہانے پر حقیر پورب پچھم سوجاتا تھا، ایک شب جب چاندنی عروج پر تھی، کوئی بھی متنفس بام ودر میں بیدار نہ تھا، سناٹے کی حکمرانی تھی، اور کہیں کہیں سے جھنگروں کی جھائیں جھائیں کی آوازیں آتی تھی، رات کے دو یا تین بجے تھے، شب کے سناٹے میں ایک آواز گونجی، ذکربالجہری کی، یااللہ مدد کر، یارسول اللہ المدد، یاعلی مشکل کشامدد کر، یااللہ مدد کر، یارسول اللہ المدد، یاعلی مشکل کشا، آواز اتنی تیز تھی، کہ دو تین سو میٹر کی دوری سے یکساں سنائی دیتی تھی، اپنے اپنے گھروں میں رہ کر جن لوگوں نے بھی سنی، آواز کو پہچان کر پہلے اپنے گھروں کے پچھواڑے میں دیکھے، کچھ نہ ملا تو مدرسے میں خیریت وعافیت دریافت کرنے آگئے۔

اور مدرسے میں بچوں کا رنگ بھی دیگر نہ تھا، سب بچے بیدار ہوکر ڈرے سہمے گم سم پڑے ہوئے ہیں، جب گاؤں والوں کی آمد ہوئی، ہمت بڑھی سبھی ایک ایک کر کے حضور استاذالاساتذہ کے گرد اکٹھا ہوگئے، اتنا کچھ ہورہا تھا مگر ابھی بھی حضرت ذکر جہری سے باہر نہیں آئے، جب چہ می گوئیاں زیادہ ہونے لگی، اور گاؤں والوں کے بلانے پر بھی آپ نے ذکر ترک نہیں کیا تو اس وقت موجود مولانا محمد جہانگیر عالم رضوی نے ،،ماما، ماما،، کہہ کر بلاتے رہے، آواز سن کر اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے، مدرسے کے تمام بچوں

اور گاؤں کے چار پانچ لوگوں کو اپنے گرد دیکھ کر فرمایا، کیا ہوا؟ کسی نے عرض کیا حضور خواب میں کیا کیا نعرہ لگا رہے تھے، گاؤں والوں نے کہا کہ اس طرح معلوم ہو رہا تھا کہ آپ ہمارے گھر کے پچھواڑے میں نعرہ لگا رہے ہیں، اٹھ کر جب دیکھا تو آپ وہاں پر نہیں تھے، اور یہاں پر آیا تو آپ سو رہے ہیں، اور ذکر فرما رہے ہیں۔

آپ نے سب کو اطمنان دلایا کہ کچھ نہیں تھا، بس یوں ہی شاید خواب میں ذکر کر رہا تھا، سب کو گھروں میں بھیج دیا، اور بچوں کو بھی مطمئن کر دیا، لیکن آپ خود مطمئن نہیں تھے، بہر حال صبح ہوئی دن بسر ہونے کو ایک پہر رہ گیا تھا، بعد عصر بیٹھے بیٹھے پھر نعرہ لگانے لگے، اور ساتھ ہی ہاتھ پاؤں بھی جھڑک رہے تھے، جھڑکنے کے انداز سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ آپ بہت سے حملہ آوروں کو اپنے سے دور بھگا رہے ہیں، کچھ دیر اسی طرح کرتے رہے، سب گھبرا گئے، کہ یہ کیا ہو رہا ہے، بالآخر آپ کو جب اطمنان وسکون حاصل ہوا، تو اسی گاؤں کے ایک شخص (عرفی نام بمکہ) کو بلانے کا حکم دیا، جو پابند شرع کے ساتھ گنڈے تعویذ میں ماہر تھے۔ ہم سب ابھی اس آدمی کے گھر میں پہنچ کر مدعا بیان کر ہی رہے تھے، کہ چند منٹ بعد بذات خود حضرت بھی تشریف لے گئے، اور ان کو ساتھ لیکر ایک کمرے میں چلے گئے، تنہائی میں کیا بات ہوئی، ان دونوں کے بعد خدا ہی کو معلوم، مگر جب باہر تشریف لائے، تو اس شخص کی پیشانی سے پریشانی کے آثار ہویدہ تھے، جو جھلک کر صاف نظر آرہی تھی، سب نے محسوس کیا، مگر کسی نے

کچھ بولا نہیں، اس آدمی نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، ایک خطرناک وبا گاؤں میں زبردستی داخل ہونا چاہتا ہے، اور حضرت نے اس کی اجازت نہیں دی، اس لئے وہ پہلے اپنے راستے کے کانٹوں کو صاف کرنے کے لئے حضرت پر حملہ آور ہوا تھا۔

غرض پوری کہانی سمجھ میں آگئی، کہ رات میں آپ ذکر بالجہری کر کے اس خطرناک وبا کو بھگانے کی کوشش فرمارہے تھے، اس دن سے حقیر کی نگاہوں میں حضرت استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کے تئیں عزت اور بھی بڑھ گئی، اور اب جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو اس میں آپ کی ولایت کے جلوے نظر آتے ہے۔ اس واقعہ نے میرے اعتقاد کو اور بھی مضبوط کردیا کہ واقعی اولیاء اللہ کی ذوات دافع بلا ہوتی ہیں۔

ولی را ولی می شناشد

حضرت مولانا محمد مزمل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم اور ولی منش بزرگ تھے، گاؤں میں جو بھی عالم اور پیر صاحبان تشریف لاتے تھے، آپ سے ضرور ملاقات کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک پیر صاحب مونگیر کے رہنے والے تھے، ادھر کھوئرباڑی (نزد آشاپور تھانہ چاپچل) میں رہتے تھے، اور وہیں پر مدفون بھی ہیں، اس بزرگ کا نام جناب محمد ہارون رشید تھا، بڑے ہی پہنچے ہوئے باکرامت صاحب تصرف بزرگ تسلیم کئے جاتے تھے، ایک مرتبہ مہندرپور میں تشریف لائے، تو سب

سے پہلے آپ ہی کا نام لیکر گاؤں میں آپ کی موجودگی کو معلوم کیا، اور ملاقات کی غرض سے آپ کے دولت خانے پر تشریف لے گئے، یہ ملاقات بہت دیر تک رہی۔

جناب تاج الاسلام صاحب مہندر پور کا بیان ہیکہ اس سے پہلے یہ پیر صاحب کبھی تشریف نہیں لائے تھے، مگر بڑے مولانا صاحب کا نام ان کو کیسے معلوم ہوا نہیں پتہ، مگر ملاقات کی، اور جی بھر کر باتیں بھی ہوئیں، اس میں جو باتیں ہوئی تھی ہم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔

چنانچہ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اولیائے کرام کی نگاہوں میں عظیم رتبہ رکھتے تھے، سچ ہے ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں۔

تدریسی خدمات و کارنامے

تحصیل علوم کے بعد جب ھل من مزید کی طلب ہوئی، اور جرعہ نوشی کے لئے جامعہ قاہرہ مصر میں جانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آیا، تو ناچاری میں غصہ بھی آیا، اسی سبب سے ناراض ہو کر آپ مرشد آباد میں کسی ادارے سے منسلک ہو گئے، تقریبًا دو برس تک گھر میں نہیں آئے۔

پھر جب گھر میں آگئے تو والدین کریمین نے اور نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیا، اس لئے علاقہ ہی میں چند کلو میٹر کے فاصلے پر دار العلوم خضریہ بنگر وابھوانی پور میں اپنی خدمات پیش کیں، یہاں پر آپ دو برس رہے۔

بنگال و بہار کی سرحد میں واقع بستی بہور حسین پور میں علامہ مفتی محمد نصیرالدین اشرفی کشنگجوی علیہ الرحمہ نے 1961ء میں اپنے نام سے،،مدرسہ نصیریہ،، قائم فرمایا تھا، اوراس میں خود بھی بزم تدریس سجائے ہوئے تھے،اس علاقے کا سب سے پہلاعالم چونکہ استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ ہی تھے،جو بریلی شریف کے فارغ یافتہ تھے،علامہ نصیرالدین اشرفی علیہ الرحمہ نے اپنے مدرسہ کی خدمات کے لئے آپ کومنتخب فرمایا،اور صدارت کی کرسی پر بٹھاکر وطن مالوف رخصت ہو گئے۔

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے اس مدرسے میں بزم تدریس سجایا،اور تشنگان علم کوبریلی کا جام بھر بھرکرپلایا،آپ نے اپنی صدارت میں اس مدرسہ کوکوکافی فروغ دیا،مدرسے کے معیار سے اٹھاکر دارالعلوم کی بلندی پر پہنچادیا،آپ نے اس دارالعلوم میں 1971ء سے/87ء تک سولہ 16/ برس علم ومعلوم کے گوہرآبدار لٹائے۔ حقیرکوبھی اس دارلعلوم میں چارسال (2006تا2010 تک)اپنی خدمات پیش کرنے کاموقع ملا،جہاں سے یہ معلومات کی چند موتیاں سمیٹ لیا گیا تھا۔

مدرسہ اسلامیہ نظامیہ کنوا برج تھانہ چاپچل:اس مدرسے میں آپ دھائی سال رہے،1987تا1989ءرہے۔

مدرسہ گورکھپور تھانہ چاپچل:ایک برس رہے۔

جامعہ کلیمیہ مسرورالعلوم گوڑہنڈ تھانہ چاپچل:اس میں آپ نے چودہ 14/برس تعلیم

دی، اور 1989 میں رہے، اور 2003ء میں سبکدوش ہوئے۔

مدرسہ نورالحکمت سوتی مسلند پور چانچل: میں بھی دھائی تین برس رہے، اور علالت کے باعث 2005ء میں چھوڑ کر گھر میں گوشہ نشین ہوگئے۔

استاذالاساتذہ حقیر کے گاؤں میں

حضوراستاذالااتذہ علیہ الرحمہ کو ہمارے گاؤں سے تقریبًا 1996ء ہی کواستاذو شاگرد کا پاک رشتہ وتعلق قائم ہوگیا تھا، اس گاؤں میں آپ کے چند شاگرد رہتے ہیں، سن 2003/4 کا عرصہ رہا ہوگا، حقیر اس وقت ریاست یوپی کے ضلع سنبھل کا مشہور و معروف ادارہ خلیل العلوم رائے ستی میں زیر تعلیم تھا، اور مولانا ابوالکلام آزاد رضوی ابھی بھی استاذلاساتذہ کی زیر تربیت تعلیم حاصل کررہے تھے، انہیں دنوں آپ حقیر کے گاؤں میں تشریف لائے تھے، اس بات کی اطلاع میرے والدگرامی علیہ الرحمہ نے دی تھی، اور نوازش یہ کہ حقیر کے نہ ہوتے ہوئے بھی حقیر کے غربت خانے کو اپنی آمد سے مفتخر فرمایا تھا، اللہ تعالی کا فضل واحسان ہے کہ آپ کے مدرسے سے نکلنے کے بعد بھی آپ جہاں کہیں بھی رہتے، حقیر ہر سال ضرور ملنے جایا کرتا تھا، اور یہ سلسلہ تاوفات جاری رہا۔

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی بستی گورکھپور تھانہ چانچل میں ہوئی تھی، مخدومہ ایک پڑھی لکھی

خاتون ہیں، نہایت مخلص، مہمان نواز، منکسر المزاج، باوفا، آپ نے اپنے شوہر نامدار کی تاحین وحیات نہ صرف خدمت کی، بلکہ غم وخوشی میں ہمیشہ ساتھ رہیں۔

اثمار حیات

آپ کے کل آٹھ اولادیں ہوئیں، چار اناث، اور چار ذکور، لڑکوں کے نام یہ ہیں، مدثر حسین، طٰہٰ حسین، معصوم رضا (مرحوم)، تنویر عالم۔ جبکہ اناث کے نام یہ ہیں، مہ جبیں، نگار سلطانہ، زین آرا خاتون، لاکھو خاتون، سب کی شادیاں ہوگئیں ہیں، اور اپنی اپنی جگہ سب خوش ہیں، لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ باپ کا علمی وارث کوئی بھی نہ ہوسکا۔ البتہ ایک فرزند کا ذکر خیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

معصوم رضا مرحوم

جس طرح نام معصوم رضا تھا، اسی طرح صورت و سیرت سے بھی معصومیت ٹپک رہی تھی، جو کچھ دل میں ہوتا تھا وہی کچھ باہر روشن، جھوٹ بولنا تو اس نے قطعی سیکھا ہی نہیں تھا، علماء وطلباء سے بے انتہا محبت فرماتے تھے، خاص کر کے جب ہم لوگوں کا جانا ہوتا تو بہت خوش ہوتے، وہی ساتھ لیکر پورا گاؤں اور کھیت کھلیان کی سیر کراتے، نماز کے پابند تھے، مسجد میں کسی چیز کی کمی دیکھتے تو اسے فوراً پورا کر دیتے، ان کا انتقال استاذالاساتذہ ہی کی زندگی میں 2006/یا7ء میں ہوگیا تھا، استاذالاساتذہ تو ان کی تعریف پہلے بھی کر چکے تھے، لیکن جب ان کے انتقال کے بعد ملاقات کیلئے

جاناہواتواسے یادکرکے پھوٹ پھوٹ کررونے لگے، مجھے اچھی طرح یادہے آپ نے بھیگی پلکوں سے جوکچھ بتایاتھا،انہیں سن کرکوئی بھی شخص معصوم رضامرحوم کو پیدائشی ولی تسلیم کرلے گا،یہاں پرزیادہ کچھ نہیں صرف انتقال سے پیشتر کے واقعات کوپیش کئے دیتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے اپنی وفات سے پیشتراپنے انتقال کی پیش گوئی فرمادی تھی،اوراس سے پہلے اپنے تمام عزیز واقارب دوست احباب اور رشتے داروں سے مل کر معافی طلب کیں،اوربتادیاکہ میں انتقال کرنے والاہوں،یہاں تک کہ اپنے مدفون ہونے کی جگہ بھی بتادی تھی۔

وفات سے چندروز پہلے طبیعت بگڑنے لگی،ہرچندمنع کیاکہ مجھے لے جانا بیکار ہے،مگر والدین کادل ہے کہاں سے مانتا،ڈاکٹروں کے یہاں لیکرگئے،ڈاکٹر سے بھی کہاکہ مجھے آپ ٹھیک نہیں کرسکتے،کیونکہ میں پیرکے دن فلاں وقت انتقال کرجاؤں گا،تین دن اسپتال میں رہے مگرکوئی فائدہ نہیں ہوا،لہذاپیرکے دن جب طبیعت زیادہ بگڑنے لگی ،اسپتال سے گھرواپس آئے ،اورپیش گوئی کے مطابق وقت متعیّنہ پربالآخراپنی جان جان آفرین کے سپردکردی،اورحیرت کی بات یہ ہے کہ قبرستان میں جس جگہ حضور استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کودکھائی تھی،قبرکھودنے والوں نے بن بتائے اسی مقام پرقبرکھودکرتیارکرلیاتھا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کوجنات عالیہ میں جگہ عنایت

فرمائے۔آمین

تصنیفات وتالفات

آپ کوتصنیف وتالیف کاشعور تھا،جس کااندازہ مضمون میں شامل خودنوشت سے کیاجاسکتاہے،لیکن آپ نے اس جانب کچھ بھی توجہ نہیں دی،کیونکہ اس وقت جوضروری تھا،وہ مولوی عابدحسین چنڈی پوری کی پھیلائی ہوئی مذبذب اور منافقانہ ذہنیت کاسدباب کرناتھا،جوتصنیف وتالیف سے ممکن نہیں تھا،کیونکہ عوام کی بھاری اکثریت ان کے معتقدومرید تھے،اور ان کی نسلوں کواپنے دارالعلوم لطیفی کٹیہار سے دارالعلوم دیوبندمیں پوسٹ کرتے تھے،جس سے علاقے میں مسلکی اختلافات کاہونانا گزیر تھا،اس لئے ان کے اثرات کوختم کرنے کے لئے آپ نے تعلیمی مشن کوہمیشہ فروغ دیا،اوراسے ہی ذہن میں بسائے ہوئے رہے،اور کھیپ درکھیپ علاقے میں علماکوتیار کرکے قوم کے حوالے کیا،اور کبھی ضرورت پڑی تو مناظرہ کاصف بھی آراستہ کیا،جیساکہ خودنوشت میں مرقوم فرمایاہے۔

مولانامحمدابوالکلام آزادرضوی نے بتایاکہ جب مدرسہ نورالحکمت سوتی مسلندپور میں رہتے تھے،ہم تین ساتھیوں نے مل کر حضرت کو،، پندنامہ ،،گلستاں،، بوستاں،،کے تراجم لکھنے کے لئے تیار کرلیاتھا،اور تقریبًا نصفا نصف کام مکمل ہوچکاتھا،کہ حضرت علالت کے سبب سے گھرچلے گئے،جتناکام ہوچکاتھا،اسے لینے

کے لئے گئے، مگر آپ نے انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہم لوگوں کے حوالے کرنے کا عہد کیا، لیکن اس کے بعد سے وفات تک کبھی خبر نہیں لی۔

بہر کیف: حضرت استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ تصنیف و تالیف اور تراجم کے اوصاف سے مزین تھے، اگر مدرسے کی الماری میں تلاش کی جائے تو ممکن ہے کہ تراجم کے کاغذات مل جائے، اور تحریری خدمات کے حوالے سے جہاں ایک باب کا اضافہ ہوتا، وہیں پر علماء و طلبہ کو ایک گراں بہا خزانہ ہاتھ لگ جاتا۔

آخری آرامگاہ

آپ پچھلے چند برسوں سے بستر علالت پر دراز رہ کر بالآخر بروز جمعرات بتاریخ 16/ 2012/04ء۔ 8 ذی القعدہ 1433ھ بوقت غروب آفتاب 5/پانچ بجکر 35 پچیس منٹ پر آپ کی زندگی کا سورج ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا، اور جمعہ المبارکہ بوقت صبح 9 نو بج کر 15 پندرہ منٹ پر مدرسہ کے گراونڈ میں نماز جنازہ ہوئی، جس کی امامت مولانا عابد حسین نوری دولت پوری صاحب جو آپ کے رفیق مدرسہ تھے، نے کی، اور پونے گیارہ 11 بجے تدفین سے فارغ ہوئے، تقریبًا ساڑھے تین چار ہزار کے لگ بھگ آدمی جنازے میں شامل تھے۔

چند برس بعد ان کے لائق و فائق شاگرد حضرت علامہ مولانا محمد سعید الاسلام رضوی رحمت پوری صاحب نے بسعی تمام آپ کے مزار مبارک کی چہار دیواری کھڑی

کردی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو کونین کی سعادتوں سے مالال فرمائے۔ آمین

بعد وفات

آپ کے شاگردوں اور متعلقین و معاصرین نے جہاں سے بھی آپ کی وفات کی خبر وحشت اثر سنی افسوس کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ قرآن خوانی کا اہتمام کر کے ایصال ثواب بھی کیئے، سردست جو خیال میں ہے، صوفی صافی بزرگ حضرت علامہ مفتی محمد لطیف الرحمن رضوی دام ظلہ ان دنوں شہر لدھیانہ شہر کے نوری مسجد میں امام و خطیب تھے، آپ نے وہاں سے نہ صرف تعزیت فرمائی بلکہ ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن کا اہتمام بھی فرمایا، نیز اسی طرح دہلی، ہریانہ پنجاب وغیرہ مقامات سے تعزیت اور ختم قرآن کریم کے اہتمام کی خبر بھی تھی۔

شاگردان باصفا

آپ کی شخصیت اپنے دیار پر بہار میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، آپ ضلع مالدہ کی سب سے بڑی علمی شخصیت اور جید عالم دین گزرے ہیں، آپ اپنے دیار کے وہ مرکزی شخصیت ہیں، جن کے مرہون منت علماو مشائخ کا ایک گلشن آباد ہو گیا، اور آج حالت بایں جارسید کہ استاذی وشاگردی کا سلسلہ آپ ہی کی ذات پر منتہی ہوتا ہے، دیار ہر شچندر پورو چانچل کی ہروہ علمی شخصیت آپ ہی کے بالواسطہ اور بلاواسطہ شاگرد ہیں۔

آپ کے لاتعداد شاگرد ہیں، یہاں پر صرف معدودے چند ان علماء کے نام لکھے جاتے ہیں، جن کے اسمائے گرامی ذہن میں اب تک محفوظ ہیں، یارابطہ کرکے معلوم ہوئے، اس میں اکثریت ان علماکی ہے جنہوں نے احقرراقم الحروف کے زمانے میں اکتساب علم وفیض کئے تھے۔

(1)استاذی الکریم حضرت علامہ مولانامحمد ذوالحسن رضوی اسلام پور ہرشچندر پورامام وخطیب جامع مسجد مدھ پارہ اسلام پور وصدر مدرس مدرسہ

(2)ماہرعلوم فنون زباندان پارسی وعربی استاذی الکریم حضرت علامہ مولانا محمد سعید الاسلام رضوی رحمت پور چانچل خطیب وامام جامع مسجد نوری چانچل۔ مدرسہ جامعہ نوریہ مدینۃ العلوم چانچل ضلع مالدہ۔

(3)ماہرعلم وفن مولوی عبدالخالق صاحب بنگرواصدر مدرس مدرسہ عالیہ باگمارابہار

(4)ماہرفن نحوعلامہ مولانامقصود عالم اشرفی بنگروا۔

(5)مولانااسلم قادری (گنگلودیا)استاذ مدرسہ عابدیہ شمشیرالاسلام خوشحال پور۔

(6) حضرت مولانارئیس الدین رضوی (مہیندرپوراسلام پور) صدر مدرس جامعہ کلیمیہ مسرورالعلوم گوڑہنڈ۔

(7)حضرت علامہ مولانامحمد مختارعالم صاحب چشتی (بست پور شریف گنج) استاذ جامعہ نظامیہ نوریہ مہاراج پور مالدہ بنگال۔

(8)حضرت مولانا نورعالم اشرفی صاحب قبلہ صدر مدرس دارالعلوم اشرفیہ بلالیہ مشن کوشیدہ ہاٹ۔

(9)مولانا عبدالحلیم جھگڑا جیا(10)مولانا غلام مصطفے رائے گنج

(11)حضرت مولانا محمد کلیم الدین مجیبی صاحب تاج کھنڈ۔

(12)حضرت مولانا محمد سجاد عالم رضوی رحمت پور

(13)حضرت مولانا محمد مسعود عالم رضوی دولت پوری۔(14)حضرت مولانا محمد انصار الاسلام گوڑہنڈ۔ (15)حضرت مولانا محمد عارف الاسلام گوڑہنڈ۔ (16)حضرت مولوی محمد رضاء الکریم بنگروہ۔ (17)حضرت مولوی محمد رضاء الاسلام رضوی بھنگول۔(18)حضرت مولانا محمد انصارالحق رضوی جگناتھ پور کٹیہار۔ (19)مولوی محمد شاہد رضا رضوی سجاگنج چانچل۔ (20)حقیر راقم الحروف محمد ساجد رضا قادری رضوی۔(21) مولانا ابوالکلام (22) مولانا منظور عالم ابہٹار۔ (23)مولانا شریف الحق سری پور(شمسی) (24)مولانا قمرالاسلام ندیسک۔(25)مولانا ابوالکلام آزاد رضوی جگناتھ پور کٹیہار بہار۔(26) مولانا محمد جہانگیر عالم رضوی گنگور۔(27) مولانا رضاء الاسلام اسلام پور۔ (28)مولانا سیف الاسلام بسٹو پور،(29)مولانا نذرالام چنتولیہ۔ محمد انوار عالم و محمد محبت عالم علام۔وغیرہ

ملفوظات

{1}شیر بیشہ اہل سنت:

بحرالعلوم کٹیہار میں حضرت مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ جن دنوں تعلیم حاصل فرمارہے تھے۔اس زمانے میں شیر بیشہ اہل سنت قاطع شرک بدعت آفت جان وہابیت حضرت علامہ مولانامفتی محمد حشمت علی رضوی برکاتی علیہ الرحمہ تقریری پروگرام کیلئے کٹیہار،پورنیہ،کشن گنج،اررریہ وغیرہ علائق میں تشریف لایاکرتے تھے۔توشب بسری جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم ہی میں فرمایاکرتے تھے۔

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے ایک طالب علم کاواقعہ بیان فرمایاتھا،کہ آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے،تواس طالب نے سوچاکہ شیر بیشہ اہل سنت کی جوتی سیدھی کرنے کی خدمت انجام دوں،لھذا جوجوتی سب سے زیادہ خوبصورت تھی،ان کواٹھاکرہاتھوں میں رکھ لیا،اور ایک جوڑی چپل جوٹائرکی بنی ہوئی تھی،اسے دور پھینک دیا،جب شیربشیہ اہل سنت نماز سے فارغ ہوکرباہرتشریف لائے،توجوتے تلاش کرنے لگے،یہ طالب علم ان خوبصورت جوتوں کوآگے کردیا،لیکن شیر بیشیہ اہل سنت کی بجائے اس جوتی کوکسی اورنے لے لیا،اور آپ کے جوتے کی تلاش جاری رہی،لوگوں نے ادھرادھر تلاش کیاتو۔دور کہیں جاکرآپ کے ٹائرکی چپل ملی،یہ دیکھ کر اس طالب علم کوشرمندگی ہوئی۔

آپ نے فرمایاکہ شیر بیشہ اہل سنت صرف عالم دین نہیں تھے،بلکہ اللہ والے بھی تھے، معمولی لباس اور معمولی جوتا وغیرہ زیب تن فرماتے تھے،پستہ قد تھے،انہیں دیکھ کر لگتانہیں تھاکہ یہی شیر بشیہ اہل سنت ہیں۔

حضرت شیخ سراج الدین اخی

{2} بات چل رہی تھی۔ پیران پیر یعنی حضرت شیخ سراج الدین اخی آئینہ ہند علیہ الرحمہ کے عرس میں جانے کی، کسی نے پوچھاکہ آپ کہاں پر پیدا ہوئے تھے،اسی ضمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حضرت شیخ سراج الدین اخی علیہ الرحمہ لکھنوتی کے محلہ ،،فار گور،، (یاگور فار) میں پیدا ہوئے تھے،اور نو عمری ہی میں دہلی سلطان المشائخ علیہ الرحمہ کی خدمت میں چلے گئے تھے،بڑھاپے میں دینی تعلیم کی جانب راغب ہوئے تھے،اور چھ مہینے کی مختصر مدت میں عالم بن گئے،آپ کو سلطان المشائخ علیہ الرحمہ،،اخی،،یعنی بھائی سراج الدین کہہ کر یاد فرماتے،آپ کو،،مراۃ ہند،،یعنی آئینہ ہندوستان کا لقب بھی اسی دربار سے ملا تھا۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کا ذکر

{3} 22 بائس رجب المرجب کو حضرت شیخ جلال الدین سہروردی تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بائسی پنڈوہ میں عرس ہوتا ہے،چونکہ اس مقام پر آپ کا چلہ خانہ ہے،وہاں

پرجانے سے پہلے چندایام قبل بعدعیشاء اسباق یادکرنے بیٹھے تھے۔تذکرہ نکل آیا،آپ نے فرمایاکہ بنگال میں دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ کیلئے آپ ہی سب سے پہلے تشریف لائے تھے،چلہ خانہ میں آپ کی ایک تصویرایک صندوق میں موجودہے،اس ایک تصویرکے علاوہ اورکوئی تصویرآپ کی موجودنہیں ہے،یہ تصویرکس نے کب اتاری معلوم نہیں،لیکن ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں۔

(اس بات کومیں تقریبًابھول ہی گیاتھا،2018ء میں عرس مخدوم علاء الحق گنج نبات میں جاناہوا،ہمراہ حضرت مفتی معین الدین قادری چترویدی صاحب بھی تھے،چلہ خانہ کی زیارت کرکے کمرے سے باہرآگئے،تب اچانک استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کی بات یادآئی،اورحضرت مفتی صاحب سے کہاتوآپ نے دوبارہ ہم لوگوں کوساتھ لیکرچلہ خانہ میں لے گئے،خادم سے دریافت کیاتواس نے ہم سب کووہ تصویر دیکھائی،مفتی صاحب نے موبائل سے ایک تصویربھی کھیچ کراتارلی،مگرخادم نے منع کردیا۔)

علامہ عبدالرحمن جامی قدس سرہ

{4}مولانامسعوداحمدرضوی دولت پوری اس وقت زیرتعلیم تھے،اور،،یوسف زلیخا،،مصنفہ علامہ عبدالرحمن جامی قدس سرہ پڑھنے کی خواہش ظاہرکی،آپ نے فرمایا،پہلے کتاب تولاؤ،پھرپڑھنا،یہ کتاب اب کتب فروشوں کے پاس نہیں ملے

گی،البتہ پرانے علماء کی تحویل میں مل سکتی ہے،لھذا مولوی مسعود صاحب کتاب کی تلاش میں کتب فروشوں کے یہاں آبلہ پائی کر کے تھک گئے،تب علماؤں کے در کی جبیں سائی کی،اور قسمت سے مل گئی،اس کتاب کو شروع کرانے سے پہلے آپ نے صاحب کتاب علامہ جامی کے مقام ومرتبے کو بیان فرمایا۔

فرمایا:

کہ آپ بہت بڑے عابد زاہد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ عاشق رسول بھی تھے،ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے،توحج کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کی زیارت کیلئے جانے لگے،تواس وقت کے جو باشاہ تھے،رسول اکرم ﷺ نے اس سے خواب میں فرمایا کہ جامی آرہاہے اسے روک لو،بادشاہ نے پتہ کیا اور مدینہ منورہ جانے سے روک لیا،پھر دوسرے روز یا تیسرے دن صندوق میں بند ہوکر جانے لگے،توپھر بادشاہ وقت کو خواب ہوا،بادشاہ نے عرض کیا یارسول اللہ اور بھی بہت سے لوگ جاتے ہیں،یہ بھی چلے جائیں توکیاحرج ہے،آپ نے فرمایا،جامی میرا عاشق صادق ہے،اس نے چند اشعار کچھ اس طرح ترتیب دئے ہیں،کہ اگر یہاں پہنچ کر پڑھ لے تو مجھے جسد عنصری کے ساتھ اس سے مصافحہ کرنا ہوگا۔

حقیر عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ ابھی تک میری نظر سے کسی کتاب میں گزرا نہیں ہے،لیکن استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ سے سن کر آج بھی یاد ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

{5}ایک مرتبہ ایک آدمی بعد مغرب تعویذ لینے آیا۔آپ نے ان کو تعویذدیکر رخصت کردیا،اور ہم لوگ بھی اسباق یادکرنے بیٹھے تھے،ارشاد فرمایاکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاس تعویذ کیلئے لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی تھی،کوئی کہتا حضور ہمارے گھر میں برکت نہیں ہوتی،برکت کیلئے تعویذ عطا کیجئے،کوئی کہتا ہمارے بچے کی طبیعت خراب ہوگئی ہے،حضوران کی صحت یابی کیلئے دعاکردیجئے،غرض اپنی اپنی حالات اور دنیوی دکھڑے سناتے اوردعاوتعویذ لیکر جاتے اسی اثناء میں آپ کو جلال آگیا،اور فرمایاکہ ہم نے بندوں کواللہ سے ملانے کیلئے دکان سجائی ہے،کوئی یہ نہیں پوچھتاکہ حضور ہم کوواصل الی اللہ کردیجئے،سب دنیوی ضرورت لیکر آتے ہیں،سب کودنیاکی فکرستارہی ہے،کسی کوآخرت کاذرہ برابر بھی خیال نہیں ہے۔

اور فرمایاکہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ بہت بڑے اللہ کے ولی ہی نہیں تھے،بلکہ ولی گر بھی تھے،ان کے در سے کوئی بھی شخص نامراد نہیں گیا۔

ولایت کی نظر

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ نے ایک بار فرمایاتھا،کہ جب ہم لوگوں کی دستار بندی ہوئی تھی،بعد دستار کے دوسرے دن بنگال وبہار کے سبھی طلبہٗ اپنے اپنے وطن میں آنے کی تیاری مکمل کرچکے تھے،جن میں شامل ہم بھی تھے،لیکن حضور مفتی اعظم

ہند علیہ الرحمہ نے اسی دن دونوں ادارے یعنی منظر اسلام اور مظہر اسلام کے ان سبھی بچوں کو بالخصوص جن کا تعلق بنگال و بہار سے تھا، انہیں کھانے کی دعوت دے دی، اور بڑی سختی سے اس دن سفر کرنے سے روکا، اور دعوت میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی، اس دعوت میں سبھی بچے خوشی خوشی شامل ہوئے ، استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں شمولیت کی خصوصی تلقین میں کیا حکمت پوشیدہ تھی ، اس کے تیسرے ہی دن معلوم ہوگیا، یعنی جس گاڑی سے بنگال و بہار کے طلبہ سفر کرنے والے تھے ، یہ خبر وحشت اثر آئی کہ وہ ٹرین اثناء راہ حادثہ کا شکار ہوگئی، جس سے کافی جانی نقصان ہوا تھا، لیکن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ولایتی نظر کیمیاء اثر نے آئندہ خطرہ کو دیکھ لیا تھا، اور دعوت کی حکمت سے تمام طلبہ کو ناگہانی آفت سے بچالیا۔

آئینہ تاثرات علماء و مشائخ کرام

عالم نبیل فاضل جلیل شاعر و ادیب حضرت

علامہ مولانا محمد عبدالرب ربانی

متخلص بہ کامل دام ظلہ صدر مدرس عالیہ مدرسہ صغیریہ گائے گھٹہ پوسٹ جلکی وایا بارسوئی ضلع کٹیہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے

عہد حاضر میں نسبت حقیقی مثل عنقا ہے،چونکہ ہمارا کلچر ہماری تہذیب و تمدن انگریزیت کی شاہراہوں پہ رواں دواں نظر آتے ہیں،پھر بھی ایسے ماحول سے نکل کر عشق حقیقی کی بھٹی میں تپ کر خامہ فرسائی کرتے ہوئے قوم کے نونہالوں کی رہنمائی کرنا اور مخبر صادق ھادئی برحق دریتیم کی سنت کی طرف ترغیب دینا ایک دردمندانہ عشق کی روشن دلیل ہے،اس میں کوئی شک نہیں کہ قلمکار ایک سچے پکے مومن کا نمونہ ہے۔مطالعہ سے معلوم ہورہاہے کہ قلم کار نے اس گوہربار کتاب ،،تذکرہ استاذالاساتذہ،،کے ذریعہ مغربی بنگال کے ضلعوں اور قصبوں و نیز بس رہے باشندوں کی قدیم وجدید جغرافیائی واقتصادی حالات کا نقشہ کشی کرتے ہوئے ان کے ثقافتوں اور کلچروں کو تنقیدی و تنقصی زمرے میں لاکر شستہ الفاظ میں پیش کرنا ادبیت پردال ہیں،ہم اسے ادبی آئینہ کہہ دیں تو کوئی ہرج نہ ہوگا۔زیر نظر کتاب فی زماناً دنیائے اسلام کی گرانقدر تحقیقی مستند اور معتبر تحریریں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔وماتوفیك الا باللہ

دعاء جوء گو عبدالرب ربانی کامل

خادم:۔مدرسہ صغیریہ گائے گھٹہ پوسٹ جلکی وایابارسوئی ضلع کٹیہار پن کوڈ نمبر855102موبائل نمبر6294078907

تاثرات

از: شاعر کٹیہار استاذالشعراء حضرت

علامہ مولانا حافظ و قاری محمد رضاء الباری متخلص بہ اظہر۔

تیری نظروں میں بڑوں کا گر ادب کچھ بھی نہیں۔

پھر وراثت میں تیرا حصہ بھی اب کچھ بھی نہیں۔

محترم قارئین_______________السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت قاری ساجد عالم قادری کی کتاب "تذکرہ استاذالاساتذہ" میرے پاس آئی اور میں جب اس کا مطالعہ کیا تو بڑی مسرت ہوئی، حضرت علامہ و مولانا مزمل حسین صاحب کی زندگی پر لکھی گئی کتاب "تذکرہ استاذالاساتذہ" ہے یقینا قارئین جہاں تک میری علم کی بساط ہے میں نے یہ جانا ہے کہ حضرت علامہ مزمل حسین صاحب کی زندگی کا ایک ایک لمحہ مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور آقائے کریم کی سنت کے لیے وقف تھی آپ پوری زندگی تبلیغ و سنت کا کام کرتے رہے اور اس بیچ فرقۂ باطلہ اگر دیوار بن کر حائل ہوتا تو پھر آپ مجاہدانہ طریقۂ کار اختیار کرتے اور گاہے بگاہے آپ فرقۂ باطلہ کے ساتھ کئی مناظرے بھی کئے اور باطل فرقوں کو دندان شکست جواب دے کر لاجواب کیا بہرحال حضرت علامہ مزمل حسین صاحب کی زندگی پر حضرت قاری *موصوف* نے جو کتاب لکھی ہے یقیناً حق پر مبنی ہے* ان کی یہ کاوش قابل ستائش

ہے* کہ اس *دورپُرفتن* میں جب کوئی اپنے بزرگوں کا تذکرہ کرنے کے لئے تیار نہیں یا اپنی کتاب میں چند الفاظ ان کی تعریف و توصیف میں لکھنے کے لیے *روادار* نہیں ایسے حالات میں موصوف نے پوری کتاب ہی علامہ مزمل صاحب کی زندگی پر *لکھّی ہے* اور بڑی محنت و محبت کے ساتھ پوری معلومات اکٹھا کی مجھے قاری *صاحب کا یہ تعمیری کام بہت اچھالگا* .رب قدیر کی بارگاہ میں دعاگوہوں کہ قاری صاحب کو دن دونی رات چوگنی *ترقئ درجات* عطا کرے *آمین* *مستقبل میں عالم سُنّیت* کو قاری ساجد صاحب سے *مزید* *امیدیں قائم رہیں گی*

فقط والسلام۔

فقیر محمد رضاء الباری اظہر۔

ناظم اعلیٰ مدرسہ اہلسنت محمودیہ رضائے مصطفٰی چھوٹا رگھوناتھپور؛ بارسوئی کٹیہار بہار۔ الہند

تاثرات

از: بلبل خوش نوا شاعر صدا بہار استاذالشعراء سخن سنج حضرت علامہ مولانا محمد سبطین متخلص بہ پروانہ صاحب

دلال پور سالماری ضلع کٹیہار بہار

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے مذکورہ شعر سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ عالم وجود میں جس قوم نے بھی اپنی حالت کو بدلنے کی کوشش نہیں کی خُدائے پاک اس کو اسی کی حالت میں رہنے دیا اور پھر اک دن ایسا آتا ہے کہ وہ قوم اپنی پہچان بنانے میں ناکام ہوجاتی ہے اس کے برعکس کوئی قوم اگر اپنی حالت کو مثبت راہوں پر بدلنا چاہتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد فرماتا ہے۔

مسلمان آج اپنی شناخت کھوتے جارہا ہے ہر جگہ ذلیل و خوار اور ظلم و بربریت کا شکار ہورہاہے جس کا پرچم کل تک بلندیوں پر لہرارہا تھا آج تنزلی کا شکار کیوں ہوگئے اس کی بنیادی وجوہات مثبت اور تعمیری کاموں سے راہ فرار اختیار کرنا ہے اور اپنے ملی بزرگوں اپنے اسلاف صالحات کے علمی جاہ و منصب اور اس کے کارناموں کو یکسر فراموش کر دینا ہے مسلمانوں میں اپنی حالت کے بدلنے کی فکر کی کمی ہے اس کو اپنی پچھلی پہچان کی طرف پھر سے کوشش کرنی چاہیے ہمارے اکابرین نے جو میدان عمل اور دائرۂ کار اختیار کرکے دونوں جہاں میں سُرخرو ہوئے اس کی بازگشت رہتی دنیا تک قائم رہے گی اسی بازگشت کی ایک دھمک *تذکرۃ الاستاذالاساتذہ* ہے اور اس کو عامتہ المسلین میں پیش کرنیکی کوشش فرمارہے ہیں علمی و تحقیقی صلاحیت اور فکری بصیرت رکھنے والی شخصیت حضرت مولانا قاری وحافظ ساجد رضا قادری رضوی صاحب کی میں ناچیز ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں انہوں نے دو اساتذہ کی شخصیات کو

اوران کے علمی کمالات کو بہترین اسلوب میں پیش کیا ہے، اس سے نئی نسلوں کو یقینا تحقیقی کاموں میں مدد ملے گی، اللہ تبارک تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ اس اہم اور مفید کتاب کی ہر جگہ پزیرائی ہو۔ آمین

سبطین پروانہ دلال پور سالماری ضلع کٹیہار بہار

تاثرات

از: عالم اجل فاضل بے بدل حضرت علامہ مولانا

محمد رئیس الدین نوری

صدر مدرس جامعہ کلیمیہ مسرور العلوم مظہر اسلام ساکن گوڑ ہنڈ پوسٹ ملیکان تھانہ چانچل ضلع مالدہ ویسٹ بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے عالم دین کی فضیلت کو آشکارا فرماتے ہیں:۔ عالم روزہ دار شب بیدار مجاہد سے افضل ہے۔ اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، صبح اس حال میں اٹھ کہ خود عالم ہو یا متعلم ہو یا عالم کی صحبت میں بیٹھنے والا ہو یا عالم سے محبت کرنے والا ہو پانچواں جو بنا وہ ہلاک ہو گیا۔

(بحوالہ فضائل علم وعلماء ص 40 مصنفہ علامہ مفتی نقی علی خاں والد ماجد سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ)

ان دونوں اقوال سے عالم دین کی کچھ فضیلت کااندازہ ہوتاہے،علم اور علماء کی فضیلت کودیکھ کردل توکرتاہے کہ سات نسلوں تک کوعالم دین بناکرچودہ طبق روشن کرلوں،لیکن فی زماننا علماءدین کی معاشی حالت اوران کومعاشرہ میں جس،،نیچ نظری سے دیکھاجاتاہے،اس سے لوگوں کے انتہادرجہ کی جہالت ونادانستگی واضح ہے،لیکن علماء کی قومی وملی دینی خدمات کواگرسطحی نظرسے بھی ایک نظردیکھ لیں،اورخیال کریں کہ اذہان کوشعور بخشنے میں علماء کاکیارول رہتاہے،اوراحسان شناسی کاتھوڑاسابھی جذبہ بیدارہوتو،،نیچ نظری کی،،نظربد،،دورہونے میں دیرنہیں لگے گی۔

کہاجاتاہے کہ سب سے مشکل کام درس وتدریس کاہے،پھراس سے مشکل کام تالیف وتصنیف کاہے،پھرتصنیف میں کسی کی سوانح عمری لکھنے کاکام مشکل ترہے،یہ کام کتنی مشقت طلب اورلوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔وہی جانتے ہیں،جواس خارزاروادی کے مسافرہیں۔لیکن یہ مشکل ترین کام جناب حافظ وقاری ساجدصاحب پچھلے کئی سالوں سےکچھ علماءکرام کی سوانح عمریاں لکھ کربخوبی انجام دے رہے ہیں۔

جناب حافظ صاحب کایہ کام بہت اہم ہے،حالانکہ علاقہ میں بڑے قابل علماءکی ایک جماعت موجودہے،مگرکسی نے اس طرف توجہ نہیں دی،اورنہ ہی چندکلمات لکھنے کے بھی روادارہوئے،،تذکرہ استاذالاساتذہ ،،نامی کتابچہ جس عالم دین کے

ذکر خیر سے معمور ہے، حقیر انہیں کی بستی کا ایک ادنی باشندہ ہے، جب سے ہوش سنبھالا، لوگوں کو ان کی تعریف و توصیف ہی نہیں بلکہ ہر افراد کو عزت و توقیر سے نام لیتا ہوا پایا، عقیدت و محبت کے گلشن دلوں میں آباد دیکھا، اور جب گاؤں سے باہر کی دنیا دیکھی تو یہ بھی جانا کہ آپ کو علاقہ میں بھی ایک معتبر عالم دین کی حیثیت سے مانا جاتا رہا ہے، آپ ان عالموں میں شمار ہوتے ہیں، جو گنے چنے تھے، گاؤں اور اطراف میں بڑے مولانا یا بڑے مولوی صاحب کے نام سے جانے پہچانے گئے، استاذ لاساتذہ ایک بہت بڑے جید عالم دین اور ذی وقار شخصیت کے مالک تھے، ہر پہلو سے چاہے وہ قرآن کریم کی تفسیر ہو یا احادیث رسول کی تشریح کرنے میں، یا علم و عمل کے اعتبار سے ہو ہر میدان میں مرد مجاہد رہے، میں خاص ان کے گاؤں کا ہوں ،اس لئے بچپن ہی سے دیکھتا رہا، حضرت کو جب بھی کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوتا، چائے کی دکان میں ہو یا اور کسی کے مکان میں یا مسجد و مدرسہ میں یا اثناء راہ میں قرآن پاک کی کسی آیت کی تشریح کرتے یا کسی حدیث رسول کے ذریعہ یا کسی بزرگ کا کوئی واقعہ بیان کرکے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے پایا، جس سے لوگوں کی اصلاح کے تئیں دردمندانہ دل اور فکری بصیرت کا پتہ چلتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ خدمت دین متین کے ادنی مواقع کو ترک نہیں کرتے، یعنی کسی نہ کسی حیلہ سے دین کی خدمت میں لگے رہتے، اور لوگوں کو سدھارنے کے لئے ہمہ وقت جدوجہد کرتے

رہتے، حالانکہ اِس دور کا حال یہ ہے کہ عوام تو عوام کچھ خواص کو بھی دیکھئے، کسی کی غیبت یا چغلی کرتے نہیں تھکتے، بلکہ خلاف شرع کام میں بھی ملوث رہتے ہیں، لیکن استاذ الاساتذہ علیہ الرحمہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے، زندگی بہت سادگی سے گزارتے، وہی سفید تہبند سفید کرتا دو پہلو والی سفید ٹوپی جن کو دیکھتے ہی اللہ والوں اور بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، انہوں نے لگ بھگ ہمارے علاقہ میں جتنے بھی بڑے ادارے ہیں ہر ادارہ کے طالبان علوم نبی ﷺ کو علم دین کی روشنی سے نہال کیا۔

استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ ایک سچے پکے عاشق رسول تھے، عشق رسول کی جھلک ان کی تقریر میں اور نعت رسول پڑھنے میں دیکھائی دیتا تھا، اکثر ایسا ہوتا کہ تقریر کرتے کرتے اور نعت پڑھتے پڑھتے آپ پر رقت طاری ہو جاتی، اور خود رو پڑتے اور دوسروں کو بھی رولا دیتے، جو کہتے پہلے خود ان پر عمل کرتے،، دیگرے را نصیحت خود را فضیحت،، والی بات ان کے اندر نہیں تھی۔

غرض میری بساط کیا کہ استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کی شخصیت کو اجاگر کروں، مشتے نمونہ از خروارے، مختصر کتاب،، تذکرہ استاذالاساتذہ،، میں بیان ہوا ہے، انہیں دیکھ کر آپ کی ہمالیائی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول عام عنایت فرمائے، اور اللہ تعالیٰ حضرت استاذالاساتذہ علیہ الرحمہ کی قبر انور کو نور سے بھر دیں، اور ہمارے علاقہ میں ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، ان کی بھرپائی

فرمائیں۔آمین ثم آمین

محمد رئیس الدین نوری

مقام و پوسٹ مہیندر پور اسلام پور تھانہ ہرشچندر پور ضلع مالدہ مغربی بنگال

تاثرات

از قلم فیض رقم:۔عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ

مولانا مفتی محمد مطلوب حسین امجدی رضوی مقیم حال حیدرآباد

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت حافظ و قاری محمد ساجد رضا رضوی صاحب قبلہ نے مجھ ناچیز کو ایک رسالہ بنام تذکرہ استاذ الاساتذہ کو ارسال کیا اور گزارش کی کہ آپ کچھ تاثرات تحریر کردیں میں نے جب اس کو پڑھا تو مسرت و شادمانی محسوس ہوئی حضرت اس نکمے سے گزارش کی اس وقت میں کچھ مصروفیات میں مصروف تھا اس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت موصوف نے کافی محنت و کوشش کر کے حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات کو جس کو,,تذکرہ استاذ الاساتذہ,,کے نام سے ترتیب دیا جن کو میں نے اول و آخر ابتدا تا انتہا بنظر غائر مطالعہ کیا جس کو پڑھنے کے بعد انتہائی فرحت انبساطِ ہوئی کہ ہمارے مالدہ علاقہ جو کہ اب بنگال کے ایک معروف و مشہور خطہ ہے اسی میں

رہنے والے ایک درویش خدا، جید عالم دین شریعت و طریقت، ولی صفت بزرگ، بہترین مدرس، عمدہ خطیب، صوفی باصفا، عالم باعمل، نہایت ہی حلف برداری، متقی و پرہیزگار، رہبر راہ شریعت و طریقت، مخزن علم و حکمت، منبع رشد و ہدایت، جامع رضویت و اشرفیت، استاذ الاساتذہ، مناظر اہل سنت، شاگرد رشید حضور ملک العلماء فاضل بہاری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی ذات تھی جو گوناگوں صفات کے حامل تھے یہ ناچیز حضرت کے بارے میں کیا لکھیں قارئین کرام خود پڑھ کر سمجھ جائیں گے آپ کی ذات ہم لوگوں کے لئے اور خاص اپنے علاقے کے لئے کتنی بڑی نعمت تھی بلکہ یہ ہماری کمیاں ہیں کہ ہم لوگ انہیں پہچان نہ سکے اور کتنی ایسی ہی عظیم ہستیاں گزریں، جن کو ہمارے علاقے نے گمنام کر دیا اور بھلا دیا اور ہر کوئی بعد آنے والوں کے لیے کچھ نہ کچھ چیزیں چھوڑ جاتے ہیں جو بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت کا سبب ہے اور ذریعہ نجات بھی ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ سے بالمشافہ میری ملاقات ہوئی اور نہ ہی حضرت کے تعارف سے پہلے آشنا تھا، اس کی وجہ یہ ہے حضرت کا علاقہ ہمارے علاقے سے کافی فاصلے پر ہے، لیکن کتاب کا مطالعہ بھی تو نصف ملاقات ہی کے قائم مقام ہے، اور واقعی اس کے مطالعہ سے ملاقات کا حظ محسوس ہوا، جو کچھ میں نے پڑھا آپ کے حیات کے تعلق سے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یقیناً اپنے علاقے ایک بہترین رہبر و

رہنما دینی پیشوا تھے، لوگوں میں محبوب و مقبول شخص تھے، نہایت ہی سادگی تواضع پسند تھے، ہر خوبیاں آپ کے اندر پائی جاتی تھی، یہی تک محدود نہیں بلکہ آپ نے پوری زندگی بھر دین و مذہب کی خدمت کرتے رہیں، درس و تدریس کے ذریعے امامت و خطابت کے ذریعے گمراہوں کو راہ راست پر لانا علم سیکھنے والے کو تشنہ علوم سے آشنا کرنا آخری سانس تک اپنے اسلاف کے طریقے پر چلتے رہے، آپ نے اپنے پوری زندگی اسی میں گزار دی، بالآخر آپ نے ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر 2012ءمیں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علیہ الرحمہ کی سوانح حیات کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کرنا قارئین کے لیے انتہائی خوشی کی بات ہے، یہ ہمارے محب و مخلص رفیق جناب حافظ و قاری محمد ساجد رضا صاحب کی بے حد محنت و مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے، میں اس کتاب کے مولف اور ہمارے ہر دلعزیز رفیق کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں مولی کریم موصوف کی اس تالیف کو مقبول انام کریں اس کا بہترین اجر عطاء کرے مزید زور قلم میں اضافہ فرمائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارك وسلم،،

از قلم: احقر العباد عبد المذنب محمد مطلوب حسین امجدی رضوی غفرلہ

10 صفر المظفر 1442ھ 28 ستمبر 2020ء

تاثرات

ازقلم: اسلامک اسکالر، پروفیسر معقولات و منقولات، خطیب ملت، محب العلماء حضرت علامہ
مفتی محمد صابر رضا محب القادری نعیمی
حفظ اللہ تعالیٰ (القلم فاونڈیشن سلطان گنج پٹنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر کتاب تذکرہ استاذ الاساتذہ مولف حضرت حافظ و قاری مولانا محمد ساجد رضا قادری رضوی مدظلہ ،یہ کتاب دراصل مالدہ بنگال کی ایک عظیم علمی روحانی شخصیت استاذالعلماء حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی نوراللہ مرقدہ کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک تاریخی معلوماتی دستاویز ہے،راقم الحروف کتاب کے مطالعہ سے محظوظ ہوا اور قلبی انبساط بھی محسوس کیا اور دیر تک سوچتا رہا کہ اپنی عظیم علمی قد آور بحر علم و فن کی شناور شخصیت سے ہم اب تک ناآشنا تھے اور اس قدر بسیار خوباں کے مالک پر اب تک کوئی مستقل تحریر نظر سے نہیں گذری یہ بہت بڑا المیہ ہے۔

خیر اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارے اسلاف ہمارے لیے قیمتی اثاثہ ہیں اور ان کی زندگی کے تابندہ نقوش ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے اور قابل تقلید بھی، اسلاف شناس اور اپنے ماضی سے رشتہ مربوط رکھنے والی قومیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں اور اسلاف فراموش ماضی سے کٹ جانے والی قومیں ذلت و خواری کو

اپنا مقدر بنالیتی ہیں۔

الحمد للہ مولف نے یہ ثابت کردیا کہ ہم ان میں سے نہیں ہیں، جو اسلاف فراموش ہوں اور اپنے ماضی سے لاعلاقہ ہوں اور اپنے محسنین کو نظر انداز کرجائیں، یہ گراں قدر کارنامہ ان کے حصے میں آیا اور انہوں نے ایک وفادار شاگرد ہونے کی حیثیت سے اس اہم فریضہ کو انجام دیا۔

اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ سیمانچل سے متّصل مالدہ کے بھلے ہی زر خیز ہونے سے کوئی انکار کردے، لیکن مردم خیز ہونے کا اعتراف کئے بغیر کوئی بھی دانشور اپنا دامن نہیں چھڑا سکتا، علم وعرفان اور تصوف و روحانیت سے تعلق رکھنے والے سبھی جانتے ہیں کہ آئینہ ھند پیران پیر سیدنا مخدوم سراج الدین اخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مرید وخلیفہ قطب بنگال سیدنا مخدوم علاء الحق پنڈوی اور ان کے شہزادے سیدنا مخدوم نور قطب عالم قدس سرھما کے دم قدم سے مالدہ کی زمین لالہ زار ہے اور ان کے علاوہ درجنوں علماء ومشائخ اس کے دامن میں قیام پذیر ہیں اور آئے دن کچھوچھہ بریلی شاہجہان پور وغیرہ سے بزرگوں کی آمد ہوتی رہتی ہے۔

ماضی قریب کے بزرگ عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مزمل حسین اشرفی نوراللہ مرقدہ کا تعلق بھی اسی ضلع مالدہ کے ہریشچندر پور سے تھا، یہ علاقہ بہار سیمانچل ضلع کٹیہار سے متّصل ہے، یہاں کی آب وہوا مخلوط ہے، مطلب دونوں جگہ

کے کلچر تہذیب و تمدن میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، ملا جلا معاملہ ہے۔

حضرت استاذ العلماء وہیں پیدا ہوئے اور بریلی کچھوچھہ جاکر علم و فن سے مزین ہوئے، سن شعور پھر یہ کہ فراغت کے بعد سے تادم حیات ایک ماہر تجربہ کار دانا حکیم مدرس معلم واعظ مناظر و مبلغ اور داعی کی حیثیت سے مصروف رہے، پوری زندگی اشاعت دین خدمت خلق سے عبارت تھی۔

کتاب،،تذکرہ استاذالاساتذہ،،کو جہاں تک بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا اس کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت نے دین اور اپنے علم وفن کو تن پروری تن آسانی کا ذریعہ نہیں بنایا اور کچھوچھہ مقدسہ بریلی شریف سمیت اپنے دور کے درجنوں اکابر معاصر علماء و مشائخ اہل علم و نظر صاحب بصیرت بزرگوں کے منظور نظر تھے۔

بیعت وارادت کا شرف تلمیذ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی حضور مخدوم الملت محدث اعظم ھند قدس سرہ کچھوچھہ مقدسہ سے رکھتے تھے اور فراغت مرکز اہلسنت بریلی شریف سے تھی لیکن کبھی بھی مشربی اختلافات میں نہیں پڑے، بلکہ دونوں جگہ سے آپ کے عشق کا رشتہ مربوط تھا، جیساکہ کتاب ھذا سے ظاہر ہے، ان کے زمانے میں کچھ فروعی مسائل کو لیکر کچھوچھہ بریلی رضوی اشرفی اختلاف زوروں پر تھا، اس زمانے میں حضرت کی صدارت میں شب عاشورہ کو ایک دینی اجلاس کا انعقاد ہوتا تھا، حضرت دونوں سلسلہ کے علماء و مشائخ کو مدعو فرماتے اتحاد واتفاق اور دونوں

سلسلہ سے اپنی محبت کا ثبوت پیش کرتے۔

وہابیہ دیوبند اور ان کے ترجمان علمائے سو کے خلاف بروقت کاروائی فرماتے مولوی عابد حسین چندی پوری کے باطل عقائد ونظریات اور اس کے فریب سے قوم کو آشنا کرنے میں حضرت کا کلیدی کردار رہا، ساتھ ہی حضرت استاذ العلماء میدان مناظرہ کے بھی شہسوار تھے، جیساکہ مولف تذکرہ لکھتے ہیں، متعدّد مناظروں میں آپ مناظر اعظم ھند فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی مدظلہ کے ساتھ شریک رہے، بعض جگہوں پر آپ کی حیثیت معاون مناظر کی رہی، کلمواالناس علی قدر عقولھم کے تحت آپ زیادہ تر خطاب بنگلہ زبان میں فرماتے، اس لیے کہ وہاں کی مادری زبان بنگلہ تھی، لوگوں کے لیے بنگلہ سمجھنا آسان ہوتا تھا، ویسے بنگلہ اردو کے علاوہ فارسی عربی زبان پر بھی کافی عبور حاصل تھا، بہرحال حضرت استاذ العلماء اپنی ذات میں انفرادی شان وعظمت کے حامل تھے۔

قارئین تفصیلی معلومات کے لیے آپ اس دستاویز کا مطالعہ ضرور کریں، واقعی میں حضرت مولانا قاری ساجد رضا قادری رضوی صاحب نے بڑی محنت، بکھرے اور منتشر احوال وکوائف کو یکجا فرمایا ہے، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تصنیف وتالیف کا کام کس قدر استعداد، جہد مسلسل، ذہنی یکسوئی کا متقاضی ہوتا ہے، خاص کر کسی ایسی شخصیت پر قلم اٹھانا جن پر پہلے سے تحریر، کتاب، ماخذ ومرجع موجود نہ ہو، کتنا دشوار کن امر ہے،

وہی لوگ زیادہ بہتر جانتے ہیں، جو اس راہ کے مسافر ہیں۔

زیر نظر کتاب بس توفیق الٰہی اور حضرت مئولف کے ذوق و شوق، علم دوستی، صاحب تذکرہ سے قلبی لگائو کا نتیجہ ہے۔

مولف سے راقم السطور کی غائبانہ تعارف ہے، بالمشافہہ کوئی ملاقات نہیں ہے، حالانکہ متعدّد مواقع سے صاحب تذکرہ اور مولف کے دیار میں بغرض خطاب اجلاس و کانفرنس میں شرکت کا موقع میسر آیا، لیکن کبھی ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا، ان شاء اللہ کبھی ملاقات ہوجائیگی۔

لیکن کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ مولف کتاب اگرچہ باضابطہ کسی ادارہ سے فاضل نہیں ہیں، لیکن ایک متحرک قابل اسلاف شناس دینی ملی سماجی علاقائی درد رکھنے والے مخلص عالم دین اور عمدہ حافظ و قاری ہیں، یہی وجہ ہے کہ احقران کی کاوش سے متاثر ہوکر بغیر کسی جوڑ و توڑ کے یہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوا، اور فون پر تبادلہ خیال سے پتہ چلا کہ اس سے پہلے بھی کئی مضامین رسائل و جرائد کی زینت بن چکے ہیں اور کئی کتابیں ہیں جو ابھی طباعت کے متقاضی ہیں۔

دعاگو ہوں رب قدیر حضرت مجی مکرمی کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف منظوری عطا فرمائے، اور ان کو اجر عظیم سے نوازے، مزید تصنیف و تالیف خدمت دین کا حوصلہ بخشے، اور مولف تذکرہ سمیت ہم سب کو صاحب تذکرہ استاذ العلماء کے فیضان

سے مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاکپائے علماء
صابر رضا محب القادری عفی عنہ کشنگنجوی
حال مقام سور جاپور بازار ضلع اتر دیناجپور بنگال
18/ڈسمبر 2020ء

تاثرات

از قلم: اسلامک اسکالر حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری ابو محامد الحاج آل رسول احمد اشرفی کٹیہاری
(قصبہ ٹولی پوسٹ سدھانی وایا بارسوئی گھاٹ کٹیہار بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدا و مصلیا و مسلما

زیر نظر کتاب "تذکرہ استاذ الاساتذہ" جو کہ حضرت علامہ محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی سیرت کا عظیم خزانہ ہے، جس کے مصنف عزیز گرامی قدر و منزلت حضرت مولانا محمد ساجد رضا قادری رضوی کٹیہاری مدظلہ العالی والنورانی ہیں، میں نے اس کتاب کو بنظر غائر دیکھا، بفضلہ تعالیٰ جل جلالہ یہ کتاب معلومات کا عظیم سرمایہ ہے۔ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ محمد مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ (مرید حضور محدث اعظم

ہند کچھوچھوی قدس سرہ النورانی) کی ذات بابرکات کسی تعریف کی محتاج نہیں، خداوند قدوس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کو تمام اوصاف وکمالات کا گنجینہ بنایا ہے۔

موصوف نے نہایت دلکش و دلفریب انداز اور قلب میں اثر ڈالنے والے کیفیات کے ساتھ مناسب وموزوں جگہ پر اس طرح بیان کیا ہے کہ بندہ اس کو پڑھ کر اپنی عملی زندگی میں چار چاند لگا سکتا ہے، جو بحمدہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب سے حاصل ہے، انداز بیان سے ظاہر ہے کہ مولانا موصوف کی خدمات یقیناً استاذ الاساتذہ کے کرم سے ہیں ،جو کہ باذوق، علم دوست، مرد قلندر اور عاشق استاذ الاساتذہ ہیں۔

الحمدللہ موصوف نے بہت ہی جامع اور مدلل کتاب تصنیف فرمائی، کہ انہوں نے نہایت دل جمعی اور عرق ریزی کے ساتھ یہ کتاب مستطاب تحریر فرمایا ہے اور قابل مبارکباد ہیں کہ انعام والوں (اولیاء اللہ) کی سیرت اور ان کے کمالات وکرامات پر کتابیں تصنیف فرما کر عوام الناس تک پہونچانے کی کوشش فرماتے رہتے ہیں، خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے پیارے محبوب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث وخواجہ بالخصوص غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سامانی قدس سرہ النورانی کے صدقہ وطفیل میں اس کتاب کو مقبول عوام وخواص فرمائے اور مصنف زید مجدہ کے علم وعمل وعمر ذوق وشوق میں دن دونی رات چوگنی

ترقی عطافرمائے اور اس کتاب کو آپ کے لئے بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ابو محامد الحاج آل رسول احمد کٹیہاری

مقیم حال: انٹرنیشنل سنی سینٹر حضرت نظام الدین کالونی ناگپور

04 جمادی الاول 1442 ہجری بعد نماز مغرب

تاثرات

از:۔عالم اجل فاضل ابجل مفکر قوم وملت ناشر مسلک اعلی حضرت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری محمد عبدالعزیز ثقافی صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہر زمانے میں خالق کائنات نے کچھ ایسے علماء صلحاء پیدا فرمائے جنھوں نے اپنی روحانی صلاحیتوں کی بنیاد پر قوم کے اندر ہزاروں علماء فقہا تیار کیے یا جنہوں نے دین اسلام کی نصرت وحمایت کو اپنا جزء زندگی بنایا اور ہمیشہ دشمنان اسلام کے مقابل صف آرا رہے یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق وباطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔عشق مصطفی سے سرشار اللہ تعالی کے یہ برگزیدہ بندے جس طرح

اپنی حیات ظاہری میں بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی فرماتے اور نامرادوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں انہیں علماء صلحامیں سے ،،استاذالعلماء،، حضرت علامہ مولانا محمد مزمل حسین اشرفی نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی بھی ہیں۔

مغربی بنگال کی سرزمین جہاں پر پچھلے چند دھائیوں سے اسلام دشمن عناصر وہابیت کی شاخ دیوبندیت نے مسلمانان بنگال کے اتحادواتفاق کی لڑی کوتشتت ولامرکزیت کی دلدل میں ڈھکیل دیاتھا، گھرگھر میدان جنگ بنا ہواتھا۔قدیم معمولات اہل سنت کوکفروشرک اور بدعت کہہ کہہ کر سادہ لوح عوام کو اہل سنت سے الگ کرکے جدید فرقوں کے منہ کاتر نوالہ بنالیاتھا،اور بچے کھچے کی ذہن سازی کررہے تھے، ایسے عالم میں اللہ عزوجل نے آپ کو پیدافرماکرباطل کی راہ میں سد سکندری کھینچ دی، باطل ٹکراکر پاش پاش ہوگیا،اہل سنت کابول بالاہوا، ایمان و اسلام کے نور سے مغربی بنگال کی مغربی سرزمین جگمگااٹھی، دلوں کی تاریکیاں چھٹ گئیں، اور مشتاق نگاہوں کوہدایت اور رہنمائی دولت سرمدی نصیب ہوگئی۔

زیرنظر رسالہ،،استاذالاساتذہ،، حضرت علامہ مولانا محمد ساجد رضا قادری رضوی صاحب نے بڑی عقیدت و محبت سے ترتیب دے کراس کی بارگاہ اقدس میں بطور خراج عقیدت پیش کیاہے۔ حضرت مولاناساجد رضا قادری نے اس رسالہ کے اندر حضرت استاذالعلماء علیہ الرحمہ کے حالات و کوائف، اخلاق و کردار ایثارو خدمات

تصرفات واختیارات تعلیمات و ارشادات کو بہت ہی سہل انداز اور اچھے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جو قاری کے ذہن کو متاثر کرتا ہے۔

رب قدیر اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کتاب کو قبول انام فرمائے اور اس کے مولف کو حضرت استاذ العلماء علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے اور ان کی زبان وبیان تحریر وتقریر کو پراثر بنائے۔ آمین۔

غلام حضور تاج الشریعہ: حقیر محمد عبدالعزیز ثقافی

صدر مدرس: دارالعلوم نورالاسلام حشمت پہ سکندر آباد (حیدرآباد) دکن

2021/02/13

بروز ہفتہ یکم رجب المرجب 1442ھ

تاثرات

مصباح العلماء حضرت علامہ مولانا

ڈاکٹر محمد ارشاد عالم شمس مصباحی ریسرچ اسکالر یونی ورسٹی آف حیدرآباد (تلنگانہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ استاذ الاساتذہ ،، حضرت علامہ و مولانا مزمل حسین اشرفی نوراللہ مرقدہ کے احوال وکوائف پر مشتمل ہے، جسے حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری ساجد رضا قادری رضوی دام ظلہ نے بڑی محنت وجانفشانی سے ترتیب دی ہے۔

الحمدﷲ میں نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ پڑھا، پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

دراصل حضرت مولانا مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ مرتب موصوف کے استاد ہیں، مرتب موصوف نے اس کتاب کو ترتیب دیکر گویا کہ اپنے استاذ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کی ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی حضرت علامہ و مولانا ساجد رضا صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے، مزید ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

محمد ارشاد عالم شمس مصباحی

خادم: جامعۃ المصطفیٰ گلشن باغ حیدرآباد

2021/04/04

ایک نظر ادھر بھی

جامعہ کلیمیہ مسرور العلوم مظہر اسلام گوڑ ہنڈ

(پوسٹ ملیکان تھانہ چانچل ضلع مالدہ مغربی بنگال)

برادران اسلام۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبوب ادارہ جامعہ کلیمیہ مسرور العلوم مظہر اسلام گوڑ ہنڈ کی سنگ بنیاد سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ ولی کامل عارف باللہ حضور مسرور میاں علیہ الرحمہ

میران پور کٹرہ شریف یوپی کے بدست 1957ء میں ڈالی گئی تھی، جب سے اب تک مسلسل چل رہا ہے، اسی ادارہ میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مزمل حسین اشرفی علیہ الرحمہ نے 12 بارہ برس خدمات انجام دیں، شیر بنگال علامہ مقیم الدین انواری قدس سرہ اور ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے علماء یہاں رہے۔

درس نظامیہ کی جماعت ثالثہ تک مع حفظ وقرأت کی مکمل تعلیم کا معقول انتظام تجربہ کار علماء کی نگرامی میں ہے، بحمدہ تعالٰی ادارہ کے پرداختہ اب تک ہزاروں علماء وحفاظ وقرأ تیار ہوکر ملک میں دینی وقومی، ملی اور ملکی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ قوم کے نونہالوں کے مستقبل کو اور بہتر طور پر سنوارنے کے لئے صدقہ وزکوٰۃ سے دست تعاون دراز فرمائیں، اور دارین کی سعادتوں سے مالال ہوں۔

خادم جامعہ

(حضرت مولانا) محمد رئیس الدین نوری

Mb.8972277028

ڈرافت اس پتہ پر بنایئے: A/C:916010068260162

IFSC CODE:UTIBOOO3237

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
کافر سے سود	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
جرمانہ	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
سفرنامہ بلادِ خمسہ	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
منصور حلاج	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
فرضی قبریں	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
786/92	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	ازقلم عبدِمصطفیٰ محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
رد ناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابو الفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (5 حصے)	از قلم خالد تسنیم المدنی
اصطلاحات فقہ (باعتبار حروف تہجی)	از قلم: محمد ندیم عطاری مدنی
مقالات ادروی	از قلم محمد سلیم انصاری ادروی
روزوں کے مسائل	از قلم محمد اویس رضا عطاری رضوی
تعارف شرف ملت	از قلم ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
اہل باطل کا تحریری رد کیوں ضروری ہے؟	از قلم کبیر احمد شیخ

روزے کے متعلق عوامی غلط فہمیاں	از قلم محمد عبد السبحان عطاری مدنی
مسئلہ امکان کذب اور دیوبندیوں کی چالبازیاں	از قلم مشتاق احمد رضوی اورنگ آبادی
قرآنی سورتوں کا تعارف مع فضائل	از قلم غلام معین الدین قادری
اہل علم کے فضائل	از قلم اسامہ نعیم عطاری
ایمان افروز پچاس نصیحتیں	از قلم محمد شاہ رخ رضا قادری
الرسالۃ التصوف	از قلم قیس بن ڈاکٹر اظہر عطاری
بکھرے موتی	از قلم احمد صابر مدنی

AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

r BOOKS

PS
graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm
9102520764

BANK DETAILS
Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

تذکرہ استاذ الاساتذہ

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

ISBN (N/A)

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION